Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2012

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 61

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ
بدر قادیان
The Weekly BADR Qadian

شمارہ 5

شرح چندہ
سالانہ 350 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
40 پاؤنڈ یا 60 ڈالر
امریکن
65 کینیڈین ڈالر
یا 45 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

9 ربیع الاوّل 1433 ہجری قمری۔ 2 تبلیغ 1391 ہش۔ 2 فروری 2012ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین ۔ اللھم اید امامنا بروح القدس وبارک لنا فی عمرہ وامرہ۔

ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ آفتاب کی طرح چمک رہا ہے اور آنحضرت ﷺ کی جاودانی زندگی پر یہ بھی بڑی ایک بھاری دلیل ہے کہ حضرت ممدوح کا فیض جاودانی جاری ہے

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدئ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(۱) ’’اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو! اور اے تمام وہ انسانی روحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو! میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اِس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے۔ اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہے جس کی روحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اُس ؐ کی پیروی اور محبت سے ہم رُوح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں‘‘۔

(تریاق القلوب صفحہ ۱۳ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۱۴۱)

(۲) ’’میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمد ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اُس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اُس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اُس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اُس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا ...... وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اُس کے، کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ انسان نہیں ہے بلکہ ذریت شیطان ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اُس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اُس کو عطا کیا گیا ہے۔ جو اُس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے۔ ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے۔ ہم کافر نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اُس نبی کے ذریعہ سے پائی۔ زندہ خدا کی شناخت ہمیں اُسی کامل نبی کے ذریعہ سے اور اُس کے نور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اُس کا چہرہ دیکھتے ہیں، اسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا ہے۔ اُس آفتاب ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اُسی وقت تک ہم منور رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اس کے مقابل پر کھڑے ہیں۔‘‘

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۱۸۔۱۱۹)

(۳) ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ آفتاب کی طرح چمک رہا ہے اور آنحضرت ﷺ کی جاودانی زندگی پر یہ بھی بڑی ایک بھاری دلیل ہے کہ حضرت ممدوح کا فیض جاودانی جاری ہے۔ اور جو شخص اس زمانے میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتا ہے وہ بلاشبہ قبر میں سے اُٹھایا جاتا ہے اور ایک روحانی زندگی اُس کو بخشی جاتی ہے ...... یہاں تک کہ خدا تعالیٰ اُس سے ہمکلام ہوتا ہے اور اپنے اسرار خاصہ اُس پر ظاہر کرتا ہے اور اپنے حقائق و معارف کھولتا ہے اور اپنی محبت و عنایت کے چمکتے ہوئے علامات اُس میں نمودار کر دیتا ہے اور اپنی نصرتیں اُس پر اُتارتا ہے اور اپنی برکات اُس میں رکھ دیتا ہے اور اپنی ربوبیت کا آئینہ اُس کو بنا دیتا ہے۔ اُس کی زبان پر حکمت جاری ہوتی ہے اور اُس کے دل سے نکات لطیفہ کے چشمے نکلتے ہیں اور پوشیدہ بھید اُس پر آشکار کئے جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ ایک عظیم الشان تجلی اُس پر فرماتا ہے اور اُس سے نہایت قریب ہو جاتا ہے اور وہ اپنی استجابت دُعاؤں اور اپنی قبولیتوں میں اور فتح ابواب معرفت میں اور انکشاف اسرار غیبیہ میں اور نزول برکات میں سب سے اُوپر اور سب پر غالب رہتا ہے۔ چنانچہ اس عاجز نے خدا تعالیٰ سے مامور ہو کر اُنہیں اُمور کی نسبت اور اسی اتمام حجت کی غرض سے کئی ہزار رجسٹری شدہ خط ایشیا اور یورپ اور امریکہ کے نامی مخالفوں کی طرف روانہ کئے تھے تا اگر کسی کا یہ دعویٰ ہو کہ یہ روحانی حیات بجز اتباع خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اور ذریعہ سے بھی مل سکتی ہے تو وہ اس عاجز کا مقابلہ کرے اور اگر یہ نہیں تو طالب حق بن کر یکطرفہ برکات اور آیات اور نشانوں کے مشاہدہ کیلئے حاضر آوے۔ لیکن کسی نے صدق اور نیک نیتی سے اس طرف رُخ نہ کیا اور اپنی کنارہ کشی سے ثابت کر دیا کہ وہ سب تاریکی میں گرے ہوئے ہیں‘‘۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ روحانی خزائن جلد ۵)

(۴) ’’میں بڑے یقین اور دعویٰ سے کہتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ پر کمالات نبوت ختم ہو گئے۔ وہ شخص جھوٹا اور مفتری ہے جو آپ کے خلاف کسی سلسلہ کو قائم کرتا ہے اور آپ کی نبوت سے الگ ہو کر کوئی صداقت پیش کرتا ہے اور چشمہ نبوت کو چھوڑتا ہے۔ میں کھول کر کہتا ہوں کہ وہ شخص لعنتی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا آپؐ کے بعد کسی اور کو نبی یقین کرتا ہے اور آپ کی ختم نبوت کو توڑتا ہے یہی وجہ ہے کہ کوئی ایسا نبی آنحضرت ﷺ کے بعد نہیں آسکتا جس کے پاس مہر نبوت محمدیؐ نہ ہو۔ ہمارے مخالف الرائے مسلمانوں نے یہی غلطی کھائی ہے کہ وہ ختم نبوت کو توڑ کر اسرائیلی نبی کو آسمان سے اُتارتے ہیں اور میں یہ کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اور آپ کی ابدی نبوت کا یہ ادنیٰ کرشمہ ہے کہ تیرہ سو برس کے بعد بھی آپؐ ہی کی تربیت اور تعلیم سے مسیح موعود آپؐ کی اُمت میں وہی مہر نبوت لے کر آتا ہے ...... یہ وہ بات ہے جس سے آنحضرت ﷺ کا کمال اور آپکی زندگی کا ثبوت ہوتا ہے‘‘

(اخبار الحکم ۱۰ جون ۱۹۰۵ء صفحہ ۱)

☆☆☆☆☆☆☆

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

ہم اپنا ووٹ کسے دیں؟

سال 2012 کے پہلے تین مہینوں میں پنجاب سمیت ہندوستان کے پانچ صوبوں میں انتخابات ہونے والے ہیں۔ان صوبوں میں یوپی میں ہونے والے انتخاب پر ملک کی سیاست کی خصوصی نظر ہے کیونکہ یوپی کی سیاست کا اثر سارے ملک کی سیاست پر پڑتا ہے۔ملک کی سیاسی پارٹیاں ان انتخابات میں جیتنے کیلئے اپنا پورا زور لگارہی ہیں۔اور ہر وہ طریق اختیار کررہی ہیں جس سے حکومت کا اقتدار اُن کے ہاتھ میں رہے۔

اقتدار کے حصول کیلئے ہر جائز وناجائز طریق اختیار کرنے میں پارٹیاں کسی قسم کی کمی نہیں کررہی ہیں۔اس کا ثبوت ہمیں کئی ذرائع سے ملتا ہے کسی چینل پر خبریں سنیں آپ کو یہ خبر عام طور پر سننے کو ملے گی کہ فلاں جگہ سے کئی لاکھ روپے پکڑے گئے اور فلاں جگہ سے کئی کروڑ روپئے پولیس نے بازیاب کئے۔آخر یہ لاکھوں کروڑوں روپے چناؤ کمیشن کے ووٹوں کے دن کے اعلان کے بعد اچانک کہاں سے آگئے؟ اور ان کا یوں ظاہر ہونا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ ووٹوں کی خرید وفروخت میں کچھ تو روپیوں کا لین دین ہے۔

حکومت پر اقتدار کیلئے پارٹیوں کی جانب سے جن اُمیدواروں کو کھڑا کیا جارہا ہے اُن میں سے کئی اُمیدوار ایسے ہیں جن پر کئی طرح کے جُرم اور سنگین معاملات چل رہے ہیں۔اور دن بدن پارٹیوں کی جانب سے الزاموں اور سنگین معاملات میں گھرے ہوئے امیدواروں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔گزشتہ لوک سبھا میں مجرمانہ پس منظر والے اُمیدواروں کی تعداد 1238 تھی جبکہ انتہائی سنگین معاملات کا مقابلہ کررہے ممبروں کی تعداد 58 تھی۔موجودہ لوک سبھا میں یہ تعداد بڑھ کر 128 ہوگئی ہے۔ان میں سے 76 کے خلاف تو انتہائی سنگین معاملے چل رہے ہیں۔ملک کی مختلف عدالتوں میں 522 مجرمانہ معاملات اعوان کے ممبروں کے خلاف چل رہے ہیں جن میں سے 275 تو انتہائی سنگین معاملات ہیں۔

(بحوالہ اخبار دیش سیوک پنجابی چندی گڑھ مورخہ 7 جنوری 2012 صفحہ 4)

سیاست میں گراوٹ کا معاملہ صرف مجرمانہ پس منظر تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ اس سے ایک قدم آگے بڑھ چکا ہے۔کوئی پارٹی اگر اپنے کسی ممبر کا اپنی پارٹی سے اُس کے مجرمانہ پس منظر کے نتیجہ میں اخراج کرتی ہے تو وہی داغی ممبر یا مجرمانہ پس منظر کا ممبر دوسری پارٹی میں شامل ہوجاتا ہے اور وہاں کا ہیرو بن جاتا ہے۔دوسری پارٹی صرف اور صرف اُس کے سیاسی دبدبہ سے اپنے ووٹ بینک مضبوط کرنے کی فراق میں رہتی ہے۔اُسے اس امر سے کوئی تعلق نہیں ہوتا کہ عوام کے اعتبارات کا کیا ہوگا؟ اور عوام نے اپنے لیڈروں اور اُمیدواروں سے جو توقعات لگائی ہوئی ہیں اُن کا کیا بنے گا؟

موجودہ سیاست کے اس پس منظر میں ایک بنیادی سوال ہر ایک فرد کے سامنے ہے کہ ہم اپنا ووٹ کسے ڈالیں؟ ہندوستان ایک جمہوری ملک ہے اور یہاں جمہوریت کے مطابق ہر عاقل بالغ کو جس کی عمر 18 سال ہو ووٹ ڈالنے کا حق ہے اور ووٹ کے ذریعہ عوام اپنے نمائندوں کو اگلے پانچ سالوں کیلئے چنتی ہے وہ نمائندے کیسے ہوں اور کن کن خوبیوں کے مالک ہوں۔آیئے اسلامی نقطہ نگاہ سے اس امر پر غور کریں۔

قرآن مجید ایک دائمی ابدی شریعت ہے اس میں انسان کی بنیادی ضرورتوں کیلئے اصول وضوابط بیان فرمائے گئے ہیں تاکہ انسان ان اوامر ونواہی پر چل کر اپنی اس دنیا اور آخرت کو خوشگوار بنا سکے۔قرآن مجید نے حاکموں کے متعلق جو ہدایات بیان کی ہیں اُس پر غور کرنے سے یہ امر عیاں ہوتا ہے کہ سب حاکم نمائندوں کو اس بات کو سمجھنا چاہیئے کہ حکومت اُسے خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے ملی ہے اور اس لئے ملی ہے کہ وہ بنی نوع انسان کی خدمت کرسکے۔پس یہ امانت ہے جو پانچ سالوں کے لئے اُسے عوام کے انتخاب سے ملتی ہے اور اس لئے ملتی ہے کہ عوام کی فلاح وبہبود کا کام کیا جائے۔پس ہر ایک امیدوار کو اپنی امانتوں کے حق ادا کرنے چاہئیں۔

اپنا ووٹ دیتے وقت ہمیں اس امر کا دھیان رکھنا چاہئے کہ ہم اُس شخص کو ووٹ دیں جو عدل واحسان سے کام لے۔اسلام کے نزدیک عدل واحسان کا بہت بلند مقام ہے۔عربی لغت میں ان الفاظ کے جو معنے دیئے گئے ہیں ان کا بیان اس لئے ضروری ہے کہ اس سے نفس مضمون کے سمجھنے میں آسانی پیدا ہوگی۔

عدل اور معادلت کا لفظ مساوات کے معنوں کا متقاضی ہے عدل کا استعمال اُن پر ہوتا ہے جس کا ادراک بصیرت سے کیا جاتا ہے جیسے احکام یعنی فیصلے میں عدل کے معنے انصاف کرنے کے ہیں۔احسان کے معنی عدل سے بڑھ کر ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ان اللہ یامر بالعدل والاحسان ۔پس احسان عدل سے بڑھ کر ہے۔کیونکہ عدل تو یہ ہے کہ جو اس کا حق ہے لے اور جو اس پر کسی کا حق ہے وہ دے لیکن احسان کے معنی ہیں کہ اُس پر جو حق بنتا ہے اُس سے زائد دے اور جو اُس کا حق کسی کے ذمہ ہے اُس سے کم لے۔اسی لئے عدل واجب ہے اور احسان مستحب۔

(باقی صفحہ 15 پر ملاحظہ فرمائیں)

سب نبیوں میں افضل واکرم، صلی اللہ علیہ وسلم

منظوم کلام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت سیّد ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم
سب نبیوں میں افضل و اکرم، صلی اللہ علیہ وسلم
نام محمدؐ کام مکرم صلی اللہ علیہ وسلم
ہادیٔ کامل، رہبرِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم
آپؐ کے جلوۂ حسن کے آگے ، شرم سے نوروں والے بھاگے
مہر و ماہ نے توڑ دیا دم، صلی اللہ علیہ وسلم
اِک جلوے میں آناً فاناً بھردیا عالم ، کردیئے روشن
اُتر دکھن پورب پچھّم، صلی اللہ علیہ وسلم
اوّل وآخر شارع وخاتم صلی اللہ علیہ وسلم

ختم ہوئے جب کُل نبیوں کے دورِ نبوت کے افسانے
بند ہوئے عرفان کے چشمے، فیض کے ٹوٹ گئے پیمانے
تب آئے وہ ساقیٔ کوثر، مستِ مئے عرفان، پیمبر
پیر مغانِ بادۂ اطہر، مے نوشوں کی عید بنانے
گِھر آئیں گھنگھور گھٹائیں جھوم اُٹھیں مخمور ہوائیں
جھک گیا ابر رحمت باری، آبِ حیاتِ نو برسانے
کی سیراب بلندی پستی، زندہ ہوگئی بستی بستی
بادہ کشوں پر چھا گئی مستی، اک اک ظرف بھرا برکھانے
اک برسات کرم کی پیہم صلی اللہ علیہ وسلم

چارہ گروں کے غم کا چارہ، دُکھیوں کا امدادی آیا
راہنما بے راہرووں کا ، راہبروں کا ہادی آیا
عارف کو عرفان سکھانے، متقیوں کو راہ دکھانے
جس کے گیت زبور نے گائے وہ سردار منادی آیا
وہ جس کی رحمت کے سائے یکساں ہر عالم پرچھائے
وہ جس کو اللہ نے خود اپنی رحمت کی ردا دی، آیا
صدیوں کے مردوں کا محی صلِّ علیہ کیف یحییٰ
موت کے چنگل سے انسان کو دلوانے آزادی آیا
جس کی دعا ہر زخم کا مرہم صلی اللہ علیہ وسلم

شیریں بول، انفاس مطہر، نیک خصائل پاک شمائل
حامل فرقاں عالم و عامل علم و عمل دونوں میں کامل
جو اُس کی سرکار میں پہنچا، اُس کی یوں پلٹا دی کایا
جیسے کبھی بھی خام نہیں تھا، ماں نے جنا تھا گویا کامل
اُس کے فیضِ نگاہ سے وحشی، بن گئے حلم سکھانے والے
معطی بن گئے شہرۂ عالم، اُس عالی دربار کے سائل
نبیوں کا سرتاج، ابن آدم کا معراج محمدؐ
ایک ہی جست میں طے کر ڈالے، وصلِ خدا کے ہفت مراحل
ربِّ عظیم کا بندۂ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

وہ احسان کا افسوں پھُونکا، موہ لیا دِل اپنے عدو کا
کب دیکھا تھا پہلے کسی نے ، حسن کا پیکر اس خوبو کا
نخوت کو ایثار میں بدلا، ہر نفرت کو پیار میں بدلا
عاشق جان نثار میں بدلا، پیاسا تھا جو خار لہو کا
اُس کا ظہور ، ظہور خدا کا، دکھلایا یوں نور خدا کا
بتکدہ ہائے لات و منات پہ طاری کردیا عالم ہو کا
توڑ دیا ظلمات کا گھیرا، دور کیا ایک ایک اندھیرا
جاء الحق وزھق الباطل ۔ ان الباطل کان زھوقا
گاڑ دیا توحید کا پرچم صلی اللہ علیہ وسلم

خطبہ جمعہ

جن مشکلات اور جماعت کے خلاف کارروائیوں اور قانون سازیوں سے خاص طور پر پاکستان کی جماعت اور پھر انڈونیشیا، ملائیشیا کی جماعتیں یا بعض اور مسلم ممالک کی جماعتیں گزر رہی ہیں ان کے پیچھے اس سے زیادہ کامیابیوں اور فتوحات کی نوید اور خوشخبریاں اللہ تعالیٰ ہمیں دے رہا ہے۔

مخالفینِ انبیاء اور الٰہی جماعتوں پر ظلم کرنے والوں کو خدا تعالیٰ ایک مدت تک چھوٹ دیتا ہے پھر ایک روز ضرور پکڑتا ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ کی پکڑ آتی ہے تو پھر کوئی قوت، کوئی طاقت، کوئی عددی اکثریت کام نہیں آتی۔

ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ بیشک اللہ تعالیٰ کے غلبے کے وعدے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلق کو نبھانے اور اُس کے فضلوں کو جذب کرنے کے لئے عبادتوں کی طرف توجہ بھی بہت ضروری ہے۔

اگر ہم محبت اور وفا سے اس قوی اور زبردست خدا کے آگے جھکے رہے تو دشمن کا کوئی مکر، کوئی کوشش جماعت کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اسی لئے مَیں نے گزشتہ دنوں دعاؤں اور عبادتوں اور نفلی روزوں کی خاص تحریک کی تھی کہ اب جو دشمن اپنی تمام تر طاقتوں کے ساتھ احمدیت پر حملہ کر رہا ہے تو اس کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمارا سب سے بڑا اور مؤثر ہتھیار یہ دعائیں ہی ہیں۔

اس شدت سے دعائیں کریں کہ دہائی کی طرح آسمان پر پہنچنے والی دعائیں ہوں اور عرش کے پائے ہلیں اور پھر ہم انشاء اللہ تعالیٰ فتوحات کے جلد نظارے دیکھیں اور دشمن کو نگوسار دیکھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام ''بعد 11'' کے حوالہ سے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ۔

مکرم چوہدری محمد صادق صاحب ننگلی درویش قادیان اور مکرم احمد یوسف الخابوری آف شام کی وفات اور مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 11 رنومبر 2011ء بمطابق 11 رنبوت 1390 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

احمدیوں پر خاص طور پر پاکستان میں سختیاں تو اُس وقت سے روا رکھی جا رہی ہیں یا اُن پر زمین تنگ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے جب سے کہ احمدیوں کو اسمبلی نے 1974ء میں غیر مسلم قرار دینے کے لئے قانون پاس کیا تھا اور پھر جنرل ضیاء الحق نے اپنی آمریت کا بھرپور فائدہ اُٹھاتے ہوئے اس قانون کو یہ کہتے ہوئے مزید سخت کیا کہ یہ احمدی (وہ احمدی تو نہیں کہتے، قادیانی یا مرزائی کہتے ہیں) جن کی کوئی حیثیت نہیں ہے، جن کے خلاف ہم نے قانون پاس کیا، اُنہیں اپنے زعم میں اپنے میں سے، اُمّتِ مُسلمہ میں سے باہر نکالا۔ انہیں کہا کہ تم اپنے آپ کو غیر مسلم کہو۔ انہیں کہا کہ تم نے کلمہ نہیں پڑھنا۔ انہیں کہا کہ تم نے کسی کو السلام علیکم نہیں کہنا۔ انہیں کہا کہ تم نے کوئی ایسی حرکت نہیں کرنی جس سے معمولی سا بھی اس بات کا اظہار ہو کہ تم مسلمان ہو لیکن تم پھر بھی ان تمام چیزوں سے باز نہیں آ رہے۔ تم پھر وہی باتیں اور عمل کر رہے ہو جو ایک سچے اور پکے مسلمان میں ہونی چاہئیں۔ اس لئے ہم تمہیں یا تو قید و بند کی سزا دیں گے یا تمہیں اس آرڈیننس کی نافرمانی میں اپنے آپ کو حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنے کی وجہ سے تختہ دار پر لٹکائیں گے، تمہیں پھانسی دیں گے۔ تم میں اتنی ہمت کہ اتنی تھوڑی تعداد میں ہونے کے باوجود اکثریت کے دلوں کو اپنے آپ کو مسلمان کہہ کر زخمی کرو۔

پس یہ خلاصہ ہے پاکستان میں احمدیوں کے ساتھ سلوک اور قانون کا۔ احمدیوں کے متعلق یہ جو کچھ کہتے رہے اور احمدی اقلیت کا جو نعرہ لگا کر یہ احمدیوں کو اپنے ایمان سے ہٹانے کی کوشش کرتے رہے اور کر رہے ہیں یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ مذاہب کی تاریخ میں یہی کچھ دیکھنے کو ملتا ہے۔ ہر زمانے کے فرعون نے اپنے وقت کے انبیاء اور اللہ والوں کو یہی کچھ کہا ہے۔ قرآنِ کریم کا یہ مضمون آج بھی جاری ہے جس میں فرعون نے یہ اعلان کرتے ہوئے کہا تھا کہ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ۔ وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ (الشعراء:55-56) کہ یقیناً یہ لوگ ایک کم تعداد حقیر جماعت ہیں اور اس کے باوجود یہ ضرور ہمیں طیش دلا کر رہتے ہیں۔

پس ہم احمدی تو جب اس مخالفت کو دیکھتے ہیں تو ایمان تازہ ہوتا ہے کہ انبیاء کی تاریخ دہرائی جا رہی ہے۔ ہم بیشک آج تھوڑے ہیں اور دنیا کی نظر میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ ہمارے پر طیش اُنہیں اس لئے نہیں آتا کہ ہم کوئی گناہ کر رہے ہیں یا بڑا جرم کر رہے ہیں، ہم کوئی قانون توڑ کر ملک کو نقصان پہنچا رہے ہیں، ہم قانون کی پابندی نہ کر کے لوگوں کے حقوق سلب کر رہے ہیں، ہم کسی قسم کی دہشت گردی کر رہے ہیں۔ ہمارے پر طیش اُنہیں اس لئے آ رہا ہے کہ ہم چونکہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و وفا کا رشتہ نبھا رہے ہیں۔ ہم کیونکہ وطن کی محبت میں امن کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ ہم اللہ کی مخلوق کے حقوق سلب اور پامال کیوں نہیں کر رہے۔ ہم کیوں اُس دہشت گردی کا حصہ نہیں بنتے جس نے ملک میں ظلم و بربریت کا بازار گرم کیا ہوا ہے۔ پس ہمارا اُنہیں یہی جواب ہے کہ ہم اس زمانے کے امام، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق اور آپ کی پیشگوئیوں کے مطابق آنے والے مسیح موعود اور مہدی موعود کو ماننے والے ہیں جس نے دنیا میں آ کر اپنے آقا و مطاع کی سنت کو جاری کرتے ہوئے دنیا کو محبت، پیار، امن، آشتی اور صلح کے اسلوب سکھانے تھے۔ پس جب ہم اس امام الزمان کی بیعت میں آ کر یہ سب کچھ کر رہے ہیں تو اپنے آقا و سید حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا حق ادا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ نمونے قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جو قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں نے کئے تھے۔ ہمیں یہ جرأت اور موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کھڑے ہونے کا حوصلہ اُس جری اللہ نے دیا ہے جسے اس زمانے میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ ہمیں اپنی زندگیوں سے زیادہ اپنے ایمان کی حفاظت کرنے کا حوصلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس عاشقِ صادق نے دیا ہے جو ثریا سے زمین پر ایمان لے کر آیا ہے۔ پس ہم جب ہر قسم کی قربانیوں کے لئے تیار ہیں، اس بات کا صحیح ادراک رکھتے ہوئے تیار ہیں کہ ہم اُس امام کو ماننے والے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ 'جَرِیُ اللّٰه فِی حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ' (براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد نمبر 21 صفحہ 116) کہ رسولِ خدا ہے تمام نبیوں کے پیرائے میں۔ پھر براہینِ احمدیہ حصہ پنجم میں اس کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''اس وحی الٰہی کا مطلب یہ ہے کہ آدم سے لے کر اخیر تک جس قدر انبیاء علیہم السلام خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں آئے ہیں خواہ وہ اسرائیلی ہیں یا غیر اسرائیلی ان سب کے خاص واقعات یا خاص صفات میں سے اس عاجز کو کچھ حصہ دیا گیا ہے اور ایک بھی نبی ایسا نہیں گزرا جس کے خواص یا واقعات میں سے اس عاجز کو

حصہ نہیں دیا گیا۔ ہر ایک نبی کی فطرت کا نقش میری فطرت میں ہے۔اسی پر خدا نے مجھے اطلاع دی ہے‘‘۔
(براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد نمبر 21 صفحہ 116)

پس جب تمام نبیوں میں سے آپؑ کو حصہ ملا ہے تو بعض مخالفانہ واقعات بھی اُن انبیاء کی تاریخ کے آپ کے ساتھ اور آپ کی جماعت کے ساتھ ہونے تھے۔لیکن یہ مخالفانہ کارروائیاں یا قانون سازیاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی جماعت کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتیں۔ کیونکہ اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے اُن فتوحات کی بھی خبر دے دی، اُن کامیابیوں کی بھی خبر دے دی جو انبیاء کو ملیں بلکہ اُس سے بڑھ کر کامیابیوں کی خبر دی اور آپ کے ایک الہام میں ایک جگہ آپ کو فرمایا کہ بُشْرٰی لَکَ یَا اَحْمَدِیْ۔
(تحفہ بغداد روحانی خزائن جلد نمبر 7 صفحہ 23)

تجھے بشارت ہو اے میرے احمد!

پس یہ قانون، یہ سختیاں، یہ ظلم مسیح موعود کی جماعت کی ترقی کو روک نہیں سکتے۔انجام کار فتوحات کے دروازے کھلنے کی اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہی خبر دی ہے اور متعدد بار اور مختلف پیرایوں میں یہ خوشخبری دی ہے۔ گو ایک دور میں سے گزرنا پڑ رہا ہے۔بعض جگہوں پر زیادہ سختی ہے۔اپنی کتاب آسمانی فیصلہ میں آپ فرماتے ہیں کہ:

’’خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے صاف لفظوں میں فرمایا ہے کہ اَنَا الْفَتَّاحُ اَفْتَحُ لَکَ۔ تَرٰی نَصْرًا عَجِیْبًا وَیَخِرُّوْنَ عَلَی الْمَسَاجِدِ۔ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا اِنَّا کُنَّا خَاطِئِیْنَ ۔یعنی میں فتّاح ہوں۔ تجھے فتح دوں گا۔ایک عجیب مدد تو دیکھے گا۔اور منکر یعنی بعض اُن کے جن کی قسمت میں ہدایت مقدر ہے اپنے سجدہ گاہوں پر گریں گے یہ کہتے ہوئے کہ اے ہمارے رب ہمارے گناہ بخش، ہم خطا پر تھے‘‘۔
(آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد نمبر 4 صفحہ 342)

پھر آپ کا ایک الہام ہے کہ لَکَ الْفَتْحُ وَلَکَ الْغَلَبَۃ۔
(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد نمبر 22 صفحہ 702) کہ تیرے لئے فتح ہے اور تیرے لئے غلبہ۔

پس جن مشکلات اور جماعت کے خلاف کارروائیوں اور قانون سازیوں سے خاص طور پر پاکستان کی جماعت اور پھر انڈونیشیا، ملائیشیا کی جماعتیں یا بعض اور مسلم ممالک کی جماعتیں گزر رہی ہیں ان کے پیچھے اس سے زیادہ کامیابیوں اور فتوحات کی نوید اور خوشخبریاں اللہ تعالیٰ ہمیں دے رہا ہے جن سے ہمارے مظلوم احمدی گزر رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے جو ایمانی جرأت زمانے کے امام نے ہمیں دی ہے وہ ان ظلموں اور تنگیوں کو ذرا بھی خاطر میں نہیں لاتی۔ اگر کوئی اور دنیاوی جماعت ہوتی تو ان ظلموں کی وجہ سے کب کی ظالموں کے آگے گھٹنے ٹیک چکی ہوتی یا منافقانہ رویہ اپنا رہی ہوتی۔لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ نہ صرف ظلم کا مقابلہ کر رہی ہے بلکہ تمام تر نامساعد حالات کے باوجود ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ اگر کوئی عقل رکھنے والا ہو، انصاف پسند ہو تو اُس کے لئے اس جماعت کے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونے کے لئے یہی دلیل کافی ہے اور ہونی چاہئے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا جو مَیں نے ابھی پڑھا تھا کہ ایک وقت آئے گا کہ جب انہی میں سے جو اس وقت نام نہاد مُلّاں کے زیرِ اثر یا اُس کے خوف کے زیرِ اثر یا قانون کے خوف سے حق کو نہیں پہچان رہے، اپنی سجدہ گاہوں پر گر کر خدا تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشقِ صادق سے وابستہ ہونے میں فخر محسوس کریں گے اور جو بدفطرت ہیں وہ اپنے انجام کو اس طرح دیکھیں گے یا وہ دنیا کے لئے اس طرح عبرت کا نشان بنیں گے جس طرح پہلے نبیوں کے مخالفین اور حق کے مخالفین بنتے رہے جس کا قرآنِ کریم میں کئی جگہ ذکر آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں ایک جگہ فرماتا ہے کہ

اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیْنَ کَانُوْا مِنْ قَبْلِھِمْ کَانُوْاھُمْ اَشَدَّ مِنْھُمْ قُوَّۃً وَّاٰثَارًافِی الْاَرْضِ فَاَخَذَھُمُ اللّٰہُ بِذُنُوْبِھِمْ وَمَا کَانَ لَھُمْ مِّنَ اللّٰہِ مِنْ وَّاقٍ ۔ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ کَانَتْ تَّاْتِیْھِمْ رُسُلُھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَکَفَرُوْا فَاَخَذَھُمُ اللّٰہُ اِنَّہٗ قَوِیٌّ شَدِیْدُ الْعِقَابِ۔ (المومن:22-23)

کیا انہوں نے زمین میں سیر نہیں کی کہ وہ دیکھ لیتے کہ ان لوگوں کا انجام کیسا ہوا جو ان سے پہلے تھے؟ وہ ان سے قوت میں اور زمین میں نشانات چھوڑنے کے لحاظ سے زیادہ شدید تھے۔ پس اللہ نے ان کو بھی ان کے گناہوں کے سبب پکڑا اور انہیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہ تھا۔ یہ اس لئے ہوا کہ ان کے پاس ان کے رسول کھلے کھلے نشانات لے کر آتے رہے پھر بھی انہوں نے انکار کر دیا۔ پس اللہ نے ان کو پکڑ لیا۔ یقیناً وہ بہت طاقتور اور سزا دینے میں سخت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے جن الہامات کا مَیں نے ذکر کیا ہے یہ کوئی اپنی طرف سے کوئی دعویٰ نہیں تھا۔ یہ الہامات تھے کہ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ ہے اور مجھے اُس نے فتوحات کی خبر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی بات منسوب کرنا بہت بڑی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو نہیں بخشتا جو اللہ تعالیٰ کی طرف غلط بات منسوب کریں۔ پس جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ خدا تعالیٰ کی تائیدات کو دیکھ رہے ہیں تو یقیناً یہ سب باتیں ہمیں اس یقین پر مزید قائم کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس طرح آپ کے زمانے میں آپ کے ساتھ تھا اور آپ کی تائید فرماتا رہا آئندہ زمانے میں بھی فرماتا رہے گا اور آج بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے فرما رہا ہے اور آج بھی حقائق اور واقعات اس بات کی تائید کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی تائیدات سے نواز رہا ہے۔ ہاں جیسا کہ ان آیات سے ظاہر ہے، مخالفینِ انبیاء اور الٰہی جماعتوں پر ظلم کرنے والوں کو خدا تعالیٰ ایک مدت تک چھوٹ دیتا ہے پھر ایک روز ضرور پکڑتا ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ کی پکڑ آتی ہے تو پھر کوئی قوت، کوئی طاقت، کوئی عددی اکثریت کام نہیں آتی۔ آج احمدیوں پر سختیاں وارد کرنے والے اور قانون بنانے والے اور کشکول پکڑوانے والے یا نعوذ باللہ احمدیت کے کینسر کو ختم کرنے والوں کے پاس تو تھوڑی سی طاقت ہے جن کو اللہ تعالیٰ جب ختم کرنا چاہے تو ان کو پتہ بھی نہیں لگنا۔ جن کی مثالیں اللہ تعالیٰ نے دی ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے ختم کیا ہے وہ تو بہت دولت رکھنے والے تھے۔ ان لوگوں کی جو آج ہم پر ظلم کر رہے ہیں، ان کی تو اپنی دولت بھی نہیں ہے۔ ملک چلانے کے لئے غیر قوموں کی طرف قرضے کے لئے دیکھتے ہیں۔ پس ہمارے حکمرانوں کے لئے بھی اور عوام الناس کے لئے بھی سوچنے کا مقام ہے کہ لاشعوری طور پر ظلم کر کے، ظلم کا ساتھ دے کر، اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کو اپنی ہر تحریر اور سرکاری کاغذ میں گالیاں دے کر، کیونکہ آجکل پاکستان میں کوئی بھی (document) بنانا ہو، کوئی سند لینی ہو، کہیں داخلہ لینا ہو، کوئی چیز کرنی ہو تو کوئی ایسا کاغذ نہیں ہے جس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے خلاف گند لکھا ہوا نہ ہو اور یہ نہ کہا جائے کہ اگر تم مسلمان ہو تو اس پر دستخط کرو۔ بازاروں اور دفتروں یا پارکوں میں بڑے بڑے غلیظ گالیوں کے پوسٹر لگا کر یہ سب لوگ بہت بڑے گناہ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ جو خاموش ہیں وہ بھی لاشعوری طور پر گناہ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ یا تو شرافت ختم ہو گئی ہے یا خدا تعالیٰ پر یقین نہیں رہا۔ غلط رنگ میں احمدیوں پر مقدمے قائم کر کے ایسے عمل کے مرتکب ہو رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی نظر میں یقیناً ناپسندیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ تم دشمن سے بھی عدل سے کام لو۔ اُن لوگوں سے بھی انصاف کرو اور ظلم نہ کرو جنہوں نے تم پر ظلم کیا ہے۔ لیکن اس کے برعکس ان لوگوں کے عمل کیا ہیں؟ بالکل ہی الٹ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جھوٹ شرک ہے اور شرک ایک ایسی نجس چیز ہے اور گناہ ہے جو اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا۔ لیکن ان کی اپنی حالت کیا ہے۔ ان کے تقویٰ اور نیکی اور اللہ اور رسول کے نام کو اونچا کرنے کی حقیقت ہم احمدی تو روز مشاہدہ کرتے ہیں۔ ایک واقعہ میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جس سے ان کی حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے۔ گزشتہ دنوں ایک احمدی پر جھوٹا مقدمہ قائم کیا گیا۔ قتل کے مقدمے میں اُس کو ملوث کیا گیا۔ جب ان کو بتایا گیا، سمجھایا گیا کہ یہ غلط ہے۔ تم یہ کیا ظلم اور زیادتی کر رہے ہو۔ تو انہوں نے، مدعیان نے جنہوں نے مولویوں کے زیرِ اثر مقدمہ قائم کیا تھا کہا کہ ہمیں پتہ ہے یہ غلط ہے اور یہ بے قصور ہے، معصوم ہے لیکن یہ احمدی ہے اس لئے ہم نے یہ مقدمہ قائم کیا ہے۔ اگر آج یہ احمدیت سے تائب ہو جائے، حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوۃ والسلام کو گالیاں دے تو ہم مقدمہ واپس لے لیتے ہیں بلکہ جیل سے چھڑانے میں ہر طرح کوشش کریں گے۔ باہر آئے تو اس کو ہار پہنائیں گے۔ استقبال کریں گے۔ تو یہ ان لوگوں کی حالت ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہ پکے مسلمان کہلانے والے ہیں اور احمدی کافر ہیں۔ جھوٹ کی ان کے نزدیک کوئی حیثیت ہی نہیں ہے۔

پس اے مخالفینِ احمدیت! اُس خدا سے ڈرو جس کے سامنے تمہاری دولت، تمہارے گھمنڈ، تکبر، تمہاری مساجد کی امامت، تمہاری سیاسی پارٹیاں، تمہاری حکومت، تمہاری عددی اکثریت کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ ہمارا ان تمام ظلموں کے جواب میں وہی جواب ہے جو قرآنِ کریم نے ان آیات میں دیا ہے کہ اِنَّہٗ قَوِیٌّ شَدِیْدُ الْعِقَا بکہ یقیناً وہ بہت طاقتور اور سزا دینے میں سخت ہے۔

ظلم کی یہ انتہا اب اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ سکولوں کے احمدی معصوم بچوں کو کہا جاتا ہے کہ تم مرزائی کافر ہو اس لئے سکول میں نہیں رہ سکتے۔ ہاں سکول میں پڑھنے کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو گالیاں دو۔ اگر سکول کا کوئی ہیڈ ماسٹر یا کسی پرائیویٹ سکول کا مالک کچھ شرافت دکھانے والا ہے تو اسے کہا جاتا ہے کہ اگر احمدی بچے اس سکول میں پڑھیں گے تو ہم اپنے بچوں کو سکول نہیں بھیجیں گے اور تمہارے خلاف احتجاج کریں گے اور تمہارا سکول بند کروائیں گے۔ اگر کوئی شرفاء ان مولویوں اور فسادیوں کی بات نہیں مانتے تو ان کو بھی نتائج کی دھمکیاں دی جاتی ہیں۔ غرض کہ ایک فساد ہے جو ملک میں برپا ہے اور انتظامیہ، سیاستدان اپنے سیاسی مقاصد اور نااہلی کی وجہ سے ان مولویوں اور شدت پسندوں کے ہاتھوں کھلونا بنے ہوئے ہیں۔

پس جیسا کہ مَیں نے کہا چاہے مولوی ہوں یا مفاد پرست سیاستدان ہوں یا کوئی بھی حکومتی اہلکار ہو، جو بھی اس ظلم میں شریک ہے وہ یاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ شَدِیْدُ الْعِقَاب ہے۔ یہ مضمون کوئی سابقہ قوموں کا قصّہ نہیں ہے بلکہ زندہ خدا کے زندہ ہونے اور سب طاقتوں کے مالک ہونے کی آج بھی نشانی ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی دشمنی کرنے والے اور مخالفت میں تمام حدوں کو توڑنے والے یاد رکھیں کہ حق وصداقت کا انکار اور پھر صداقت بھی وہ جس کی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی اور جو قرآنِ کریم میں بھی موجود ہے جس کو بڑے شوق سے یہ پڑھتے ہیں یا پڑھنے کا دعویٰ کرتے ہیں، اس صداقت کا انکار کر کے وہ انہی لوگوں میں شامل ہو رہے ہیں جنہوں نے اپنے بدانجام دیکھے یا جن کے بدانجام آنے والی قوموں نے دیکھے یا آنے والی قوموں کے لئے عبرت کا نشان بنے اور پھر اس پر مستزاد یہ کہ کونسا گناہ ہے جو آجکل یہ نہیں کر رہے۔ علاوہ اس کے جو احمدیوں پر ظلم ہو رہا ہے ہر قسم کا گناہ ملک میں پھیلا ہوا ہے۔ رشوت ہے، دوسرے ہر قسم کے گناہ ہیں، گند ہے، غلاظت ہے، اخلاقی برائیاں ہیں، چوری ہے، ڈاکے ہیں، قتل وغارت

ہے۔غرض ہر قسم کی جو برائی ہے آج ہمیں نظر آتی ہے۔ پس کیا یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے غضب کو بھڑکانے والا نہیں۔ کچھ تو سوچو غافلو!۔

ہماری تو یہی دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ قوم پر رحم فرمائے۔ آج احمدی ہی ہیں جن کا یہ فرض بنتا ہے کہ باوجود تمام تر ظلموں کے سہنے کے پھر بھی اُمّت کی ہمدردی کے ناطے، انسانیت کی ہمدردی کے ناطے جہاں عملی کوشش ہو سکتی ہے وہاں عملی کوشش کریں اور ساتھ ہی سب سے بڑھ کر دعاؤں پر زور دیں۔ اور جہاں عملی کوشش نہیں ہوسکتی، جہاں ہماری بات سننے کو کوئی تیار نہیں، جہاں سلام کہہ دینے سے ہی مقدمے قائم ہو جاتے ہیں، وہاں دعاؤں کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ سے اُمّت کی اصلاح کے لئے بھیک مانگیں۔

جیسا کہ مَیں نے کہا اس میں تو کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو فتح اور غلبہ عطا فرمانا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے انبیاء کو، اپنے بھیجے ہوؤں کو غلبہ عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے کہ کَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ (المجادلۃ:22) کہ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر چھوڑا ہے کہ مَیں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔ اللہ یقیناً طاقتور اور غالب ہے۔

جیسا کہ آیت سے ظاہر ہے کہ یہ غلبے کا فیصلہ خدا کا ہے۔ اور غلبے کا جو ذریعہ خدا تعالیٰ نے بتایا ہے یا جو غلبے کی دلیل دی ہے وہ خدا تعالیٰ کا طاقتور اور غالب ہونا ہے۔ پس اس بات میں مومنوں اور منکرین اور کافروں دونوں فریق کے لئے سبق ہے اور اعلان ہے کہ اس پر غور کرو۔ مومنوں کو بتا دیا کہ جب اللہ تعالیٰ جو تمام طاقتوں کا مالک ہے اور غالب ہے اُس نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ اُس نے اور اُس کے رسول نے غالب آنا ہے تو پھر تم اپنی کمزوری اور عددی کمی کو نہ دیکھو۔ یہ نہ سمجھو کہ ہماری کوئی حیثیت نہیں۔ اپنے ایمانوں کو مضبوط کرو۔ اللہ تعالیٰ سے لو لگاؤ۔ اس لَو لگانے کے لئے، اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کے لئے جو کر سکتے ہو وہ کرو اور اُس کی انتہا تک پہنچو۔ تمہیں تو انگلی لگا کر غلبہ میں شامل کیا جا رہا ہے۔ پس تم نیکیوں کو بجا لاؤ۔ عبادات میں طاق ہو جو تمہارا مقصدِ پیدائش ہے۔ اُس میں آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ اور غلبے کا حصہ بن جاؤ۔ اور مخالفین کو یہ چیلنج ہے کہ تم اپنی تمام تر طاقتوں کے ساتھ زور لگا لو لیکن یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ قوی اور عزیز ہے۔ اُس کا یہ فیصلہ ہے کہ اُس نے اپنے پیارے کو فتح دینی ہے، غلبہ دینا ہے، انشاء اللہ۔ تو پھر تمہارے مکر، تمہارے تمام حیلے، تمہاری معصوم بچوں کو تنگ کرنے کی کوششیں، تمہاری احمدی ملازموں کو تنگ کرنے کی کوششیں، تمہاری احمدی کاروباری لوگوں کو تنگ کرنے کی کوششیں، تمہاری راہ چلتوں پر مقدمے قائم کرنے کی کوششیں اللہ اور اُس کے رسول کے غلبے کو روک نہیں سکتیں۔ اگر یہ بندوں کا کام ہوتا تو بیشک تمہاری طاقت کام آ سکتی تھی لیکن یہ خدا کا کام ہے اور انجام کار اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہی غالب آتی ہے۔

پس جب اللہ تعالیٰ نے اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ کہا ہے تو یہ اعلان فرمایا ہے کہ یہ کام مَیں نے کرنا ہے اور یہاں تعداد کی قلت اور کثرت یا مال و دولت کی قلت یا کثرت یا ساز و سامان کی قلت یا کثرت کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ کیا جنگِ بدر میں یا جنگِ اُحد میں یا کسی بھی جنگ میں مال و دولت کی کثرت نے وہ نتائج مترتب کئے تھے جو ظاہر ہوئے۔ یقیناً نہیں۔ ہاں ایک بات یقیناً ہے کہ باوجود خدا تعالیٰ کے وعدوں کے، باوجود خدا تعالیٰ کی یقین دہانیوں کے، باوجود خدا تعالیٰ کے روشن نشانوں کے اللہ تعالیٰ کے رسول معمولی ظاہری کوشش اپنے وسائل کے مطابق ضرور کرتے ہیں۔ لیکن اصلی توجہ اُن کی دعاؤں کی طرف ہوتی ہے اور اس میں سب سے بڑھ کر کامل نمونہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھایا۔ بدر کی جنگ ہمیں اس کا عظیم نظارہ پیش کرتی ہے۔ باوجود تمام تر تسلیوں اور وعدوں کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے چینی اور بے چین کیفیت میں دعائیں اور جو حالت تھی اور جو رِقّت تھی اور ایک ایسی حالت تھی کہ یوں لگتا تھا جس طرح بار بار کوئی جان کنی کی حالت ہو۔ بار بار آپ کی چادر اس رِقت کی وجہ سے کندھے سے اُتر جاتی تھی جو دعاؤں میں پیدا ہو رہی تھی۔

(شرح العلامۃ الزرقانی جلد نمبر 2 باب غزوۃ بدر الکبری صفحہ نمبر 281 تا 284 دار الکتب العلمیۃ بیروت 1996)

پس جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں اور میرے رسول غالب آتے ہیں تو اللہ کے رسول بھی خدا تعالیٰ میں ڈوب کر الٰہی فیصلوں کا حصہ بننے کی کوشش کرتے ہیں اور حصہ بن جاتے ہیں۔ اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسی اور تربیت نے وہ صحابہ پیدا کئے جن کے دن جنگوں میں مصروف ہوتے تھے تو راتیں عبادتوں میں۔ دنیاوی لحاظ سے دیکھیں تو کوئی بھی جنگ جو مسلمانوں نے لڑی کسی نسبت کے بغیر تھی۔ مسلمانوں میں اور مخالفین میں، دشمنوں میں کوئی نسبت ہی نہیں تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ سے تعلق اور عبادتوں نے اُنہیں اللہ اور رسول میں فنا ہو کر غلبے کا حصہ بنا دیا۔ یہ بھی ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ دن کے وقت بھی باوجود دشمنوں کے حملوں کے اور جنگوں کے اور سخت حالات کے فرض نمازوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کبھی غافل نہیں ہوئے۔ ایک موقع ایسا آیا کہ دشمن کے تابڑ توڑ حملوں کی وجہ سے مسلمانوں کو موقع نہیں ملا کہ نمازیں پڑھ سکیں اور نماز کا وقت نکل گیا اور نمازیں جمع کر کے پڑھنی پڑیں۔ اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا صدمہ تھا کہ آپ نے دشمنوں کو یہ کہہ کر بددعا دی کہ برا ہو، ہلاک ہو دشمن جس کی وجہ سے ہمیں نمازیں اکٹھی پڑھنی پڑیں۔ پس کسی جانی مالی نقصان کی وجہ سے آپ کبھی پریشان نہیں ہوئے اور نہ دشمن کے حق میں بددعا دی۔ مگر یہ موقع آیا تو صرف اس وجہ سے کہ آج دشمن نے ہمیں وقت پر عبادت کرنے کا، اپنے خدا کے حضور جھکنے کا موقع نہیں دیا۔ باوجود اس کے کہ آپ کا دل ہر وقت خدا تعالیٰ کی یاد میں رہتا تھا۔ ذکرِ الٰہی سے زبان آپ کی ہر وقت تر رہتی تھی لیکن فرائض ضائع ہونے کا افسوس آپ کی برداشت سے باہر تھا۔

پس ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ بیشک اللہ تعالیٰ کے غلبے کے وعدے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلق کو نبھانے اور اُس کے فضلوں کو جذب کرنے کے لئے عبادتوں کی طرف توجہ بھی ضروری ہے اور بہت ضروری ہے کہ اس کے بغیر اللہ کے رسول کی جماعت میں شامل ہونے والے نہیں کہلا سکتے۔ اللہ کے رسول کی جماعت میں وہی شامل ہوں گے جو اپنی عبادتوں کی طرف بھی توجہ دینے والے ہوں گے۔ پس جب ہم مخالفینِ احمدیت کی سختیاں دیکھتے ہیں تو ہمیں یہ ذہن میں رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کا حصہ بننے کے لئے ہمیں اُس کی عبادت سے کبھی غافل نہیں ہونا۔ نبی اور رسول تو آتے ہی بندے کا خدا سے تعلق جوڑنے کے لئے ہیں۔ اگر ہم اس تعلق کو جوڑنے والے نہیں بنیں گے تو پھر نبی کی جماعت کس طرح کہلائیں گے؟ اُن فتوحات کا حصہ کس طرح بنیں گے جو نبی اور اُس کی جماعت کے لئے مقدر ہیں۔ یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بعثت کا بھی مقصد تھا۔ پس ہمیں ہمیشہ اس کو سامنے رکھنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اپنی کتاب، کتاب البریہ کے مقدمے میں فرماتے ہیں کہ: ”درحقیقت وہ خدا بڑا زبردست اور قوی ہے جس کی طرف محبت اور وفا کے ساتھ جھکنے والے ہرگز ضائع نہیں کئے جاتے۔ دشمن کہتا ہے کہ مَیں اپنے منصوبوں سے اُن کو ہلاک کر دوں اور بداندیش ارادہ کرتا ہے کہ مَیں ان کو کچل ڈالوں۔ مگر خدا کہتا ہے کہ اے نادان! کیا تُو میرے ساتھ لڑے گا؟ اور میرے عزیز کو ذلیل کر سکے گا؟ درحقیقت زمین پر کچھ نہیں ہو سکتا مگر وہی جو آسمان پر پہلے ہو چکا اور کوئی زمین کا ہاتھ اس قدر سے زیادہ لمبا نہیں ہو سکتا جس قدر کہ وہ آسمان پر لمبا کیا گیا ہے۔ پس ظلم کے منصوبے باندھنے والے سخت نادان ہیں جو اپنے مکروہ اور قابلِ شرم منصوبوں کے وقت اس برتر ہستی کو یاد نہیں رکھتے جس کے ارادہ کے بغیر ایک پتہ بھی گر نہیں سکتا۔ لہٰذا وہ اپنے ارادوں میں ہمیشہ ناکام اور شرمندہ رہتے ہیں اور اُن کی بدی سے راستبازوں کو کوئی ضرر نہیں پہنچتا بلکہ خدا کے نشان ظاہر ہوتے ہیں اور خلق اللہ کی معرفت بڑھتی ہے۔ وہ قوی اور قادر خدا اگرچہ ان آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتا مگر اپنے عجیب نشانوں سے اپنے تئیں ظاہر کر دیتا ہے“۔

(کتاب البریہ۔ روحانی خزائن۔ جلد نمبر 13۔ صفحہ 20-19)

پس اگر ہم محبت اور وفا سے اس قوی اور زبردست خدا کے آگے جھکے رہے تو دشمن کا کوئی مکر، کوئی کوشش انشاء اللہ تعالیٰ جماعت کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اسی لئے مَیں نے گزشتہ دنوں دعاؤں اور عبادتوں اور نفلی روزوں کی خاص تحریک کی تھی کہ اب جو دشمن اپنی تمام تر طاقتوں کے ساتھ احمدیت پر حملہ کر رہا ہے تو اس کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمارا سب سے بڑا اور مؤثر ہتھیار یہ دعائیں ہی ہیں۔ احمدیت کی مخالفت اب جو بین الاقوامی شکل اختیار کر چکی ہے یہ جہاں اس بات کا اظہار ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے غلبے کے اظہار کے لئے پہلے سے بڑھ کر اپنے جلوے دکھانا چاہتا ہے اور انشاء اللہ دکھائے گا، وہاں دنیائے احمدیت کو بھی اس طرف متوجہ ہونا چاہئے کہ ہم نے سب سے زیادہ عزیز اور پیارا اپنی عبادتوں کو رکھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق اور محبت کو پہلے سے بہت زیادہ بڑھانا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

ایک بات اور کہنا چاہوں گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا ایک الہام ہے۔ ”بعد 11“۔

(اربعین نمبر 4 روحانی خزائن جلد نمبر 17 صفحہ نمبر 457 حاشیہ)

احمدی اپنے طور پر اندازے لگاتے رہتے ہیں، مجھے بھی لکھتے رہتے ہیں۔ اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے خود فرمایا ہے: ”مَیں نہیں جانتا کہ گیاراں دن یا گیاراں ہفتے یا گیاراں مہینے یا گیاراں سال“۔ (اربعین نمبر 4 روحانی خزائن جلد نمبر 17 صفحہ نمبر 457 حاشیہ)

فرمایا کہ اس عرصے میں میری بریت کا نشان ظاہر ہو گا۔

آج کیونکہ گیارہ نومبر ہے اور نومبر بھی گیارہواں مہینہ ہے اور 2011ء ہے۔ اس لئے احمدی اپنے اپنے خیال کے مطابق سوچتے ہیں۔ بہرحال اگر اس گیارہ میں کچھ مقدر ہے جو آج کی تاریخ اور آج کے مہینے اور آج کے سال میں ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ ضرور ظاہر ہو گا۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ بہت سے الہامات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی مدد، تائید و نصرت، رحمانیت کے جلوے دکھانے کے لئے ”بَغْتَةً“ کے لفظ کا وعدہ ہے یعنی یہ سب کچھ اچانک ہو گا۔ بعید نہیں کہ ان تاریخوں سے، آج کی تاریخوں سے، آج کے دن سے، اس مہینے سے، اس سال سے، اس تقدیر کا عمل شروع ہو جائے۔ لیکن بعض دفعہ خود ہی بعض کمزور طبائع اندازے لگا کر نتائج مرتب کر کے اگر اُس طرح واقع نہ ہو جس طرح وہ اندازے لگا رہے ہوتے ہیں تو مایوسی کی طرف جانا شروع ہو جاتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کی طرف جو توجہ ہے اُس میں کمی ہو جاتی ہے۔ مومن کا یہ شیوہ نہیں ہے کہ کبھی مایوس ہو۔ غلبہ یقینی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ ہو کر رہے گا بلکہ ہو رہا ہے۔ دشمن کی جو مخالفتیں ہیں اور مخالفینِ احمدیت کی جو حالتیں ہیں جس طرح وہ حواس باختہ ہوئے ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے غلبے کی ہی تو دلیل ہے۔

اس ضمن میں ایک بات یہ بھی بتا دوں کہ حضرت مصلح موعودؓ نے بھی قادیان سے ہجرت کے وقت کا ایک واقعہ لکھا ہے کہ کس طرح ہجرت ہوئی۔ وہ فیصلہ کرنا بڑا مشکل تھا۔ ہجرت پر غور ہو رہا تھا۔ آپ بیان فرماتے ہیں کہ مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے الہامات کا مطالعہ کر رہا تھا تو اُس وقت یہ الہام بھی میرے سامنے آیا۔ ”بعد گیارہ“ اور مَیں نے سمجھا کہ یہ تو یقینی بات ہے کہ ہجرت ہونی ہے۔ پھر کچھ ٹرانسپورٹ وغیرہ کے

مسائل سامنے آئے تو اُس پر بھی تاریخوں کی وجہ سے اسی گیارہ تاریخ پر غور ہو رہا تھا۔ پھر آخر میں بڑی تگ و دَو کے بعد جو انتظام ہوا اُس میں دوبارہ روک پڑنی شروع ہوگئی اور جس دن جانا تھا اُس دن بھی روک پڑنے کے عموماً آثار ظاہر ہو رہے تھے۔ دس بج گئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے کہا کہ وہ جو انتظام تھا اب تو لگتا ہے کہ مشکل ہے۔ لیکن حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ میرے ذہن میں یہ بعد گیارہ کا الہام تھا اور مَیں سمجھتا تھا کہ شاید گیارہ بجے کے بعد ہو۔ چنانچہ اچانک اللہ تعالیٰ نے سامان پیدا فرمائے اور وہ سب کچھ بھی اچانک ہوگیا اور گیارہ بجے کے بعد انتظامات مکمل ہوگئے۔ (ماخوذ از الفضل 31 جولائی 1949ء جلد نمبر 3 شمارہ 174 صفحہ 6-5)

اور یہ تاریخی ہجرت جو قادیان سے پاکستان کی طرف ہوئی وہ واقع ہوئی۔

لیکن اور رنگ میں بھی کئی جگہ یہ الہام پورا ہو چکا ہے۔ یہ ڈکٹیٹر ہی جو احمدیت کو ختم کرنا چاہتا تھا، احمدیت کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکنا چاہتا تھا، اُس کی حکومت خود جڑ سے اُکھڑ گئی اور عین گیارہ سال کے بعد اُکھڑ گئی۔

بعض اَور بھی مواقع ہیں جیسا کہ مَیں نے کہا جس پر یہ الہام چسپاں ہو سکتا ہے، لیکن پیشگوئیاں، الہامات بار بار پورے ہوتے ہیں۔ اس لئے مزید اور واضح اور روشن نشانوں کی ہمیں امید رکھنی چاہئے۔

لیکن یہ بھی یاد رکھیں کہ اس الہام کے ساتھ فارسی کا یہ الہام بھی لکھا ہے کہ ؎

بر مقام فلک شدہ یاربّ   گر امیدے دہم مدار عجب

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ ''(خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تیری دُہائی اب آسمان پر پہنچ گئی ہے اب مَیں اگر تجھے کوئی امید اور بشارت دوں تو تعجب مت کر۔ میری سنت اور موہبت کے خلاف نہیں) بعد 11 انشاء اللہ۔ (فرمایا اس کی تفہیم نہیں ہوئی)۔ (تذکرہ صفحہ نمبر 327 ایڈیشن چہارم 2004ء مطبوعہ ربوہ)

پس یہاں پھر دعا کا مضمون بیان ہوا ہے کہ دہائی آسمان پر پہنچنا۔ ہمیں بڑی شدت سے دعاؤں کی طرف توجہ کرنی چاہئے جیسا کہ پہلے میں نے کہا۔ مَیں نے اس لئے دعاؤں کی طرف توجہ دلائی تھی کہ اس شدت سے دعائیں کریں کہ دہائی کی طرح آسمان پر پہنچنے والی دعائیں ہوں اور عرش کے پائے ہلیں اور پھر ہم انشاء اللہ تعالیٰ فتوحات کے جلد نظارے دیکھیں اور دشمن کو نگوسار دیکھیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی پہلے سے بڑھ کر دعاؤں کی توفیق عطا فرمائے۔ نمازوں کے بعد آج بھی مَیں دو نمازِ جنازہ غائب پڑھاؤں گا۔ ایک تو ہمارے قادیان کے درویش مکرم چوہدری محمد صادق صاحب ننگلی ابن مکرم وریام دین صاحب ننگلی کا ہے۔ یہ 29 اکتوبر کو گر گئے تھے اور کولہے کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ دل کی تکلیف بھی تھی۔ علاج وغیرہ ہوتا رہا لیکن بہرحال پانچ نومبر کو ان کی وفات ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ حضرت مصلح موعودؓ نے جب درویشی کی تحریک کی تو آپ ابھی چھوٹے تھے لیکن آپ نے اس تحریک پر بڑے اخلاص کے ساتھ لبیک کہا اور آخر دم تک پوری وفا کے ساتھ اس عہد کو نبھایا۔ آپ مرکزی دفاتر میں خدمت بجا لاتے رہے۔ علاوہ ازیں قادیان میں جماعت کی بہت سی ایسی زمینیں جو غیر ہموار تھیں، اُنہیں ہموار کرنے کی بھی توفیق پائی۔ آپ ایک ہمدرد، ذہین اور مخلص کارکن تھے۔ آپ کو خدمتِ خلق کا بہت شوق تھا۔ دودھ، سبزیاں، پھل اور اناج وغیرہ چونکہ گھر کا ہوتا تھا اس لئے آپ مختلف گھروں میں بلا معاوضہ کچھ نہ کچھ روزانہ بھجوایا کرتے تھے۔ جلسہ سالانہ قادیان پر آنے والوں مہمانوں کا بھی بہت خیال رکھتے تھے۔ اُن کے آرام اور کھانے پینے کے لئے اپنی طاقت سے بڑھ کر خرچ کیا کرتے تھے۔ انتہائی ملنسار، غریب پرور، صابر و شاکر، صوم و صلوۃ کے پابند مخلص انسان تھے۔ اولاد کی بہترین رنگ میں تربیت فرمائی۔ موصی تھے۔ ان کے پسماندگان میں چار بیٹے ہیں جو ان کی یادگار ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم ڈاکٹر محمد عارف صاحب جو افسر جلسہ سالانہ اور ناظر بیت المال خرچ تھے گزشتہ سال وفات پا گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔

دوسرا جنازہ مکرم احمد یوسف الخابوری صاحب شہید کا ہے۔ یہ شام کے عرب دوست ہیں۔ انہیں گزشتہ ماہ شہید کر دیا گیا۔ آجکل جو وہاں فساد ہو رہے ہیں اُس میں یہ شہید ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کا واقعہ اس طرح پیش آیا کہ 31/اکتوبر کو عصر کے وقت کام سے گھر آ رہے تھے۔ جس علاقے سے انہوں نے گزرنا تھا وہ نہایت فساد زدہ علاقہ ہے جہاں وقتاً فوقتاً گولی چلتی رہتی ہے۔ شہید مرحوم ذرا اونچا سنتے تھے۔ بعض لوگوں نے ان کو اس طرف سے گزرنے سے منع کیا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اونچا سننے کی وجہ سے ان کی بات نہیں سمجھ پائے اور وہاں سے گزر گئے۔ جب جا رہے تھے تو ان کے سر میں گولی لگی اور موقع پر ہی شہید ہو گئے۔ 1976ء میں پیدا ہوئے تھے اور پرائمری تک معمولی تعلیم تھی۔ محنت مزدوری کرتے تھے۔ ابھی شادی نہیں ہوئی تھی۔ دس سال سے زیادہ عرصہ قبل انہیں احمدیت کی تبلیغ پہنچ چکی تھی تاہم بیعت کی توفیق انہیں گزشتہ سال نومبر میں، تقریباً ایک سال پہلے ملی۔ شہید مرحوم کے ایک بھانجے مکرم یونس صاحب بیان کرتے ہیں کہ مرحوم مجھ سے جماعت کے بارے میں بڑی مؤثر گفتگو کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ان کی باتیں سن کر میں نے ان سے پہلے بیعت کر لی لیکن انہیں ایک ماہ بعد بیعت کی توفیق ملی۔ اسی طرح مرحوم کی بہن اور بھانجیوں نے بھی ان کی تبلیغ سے بیعت کر لی۔ شہید مرحوم بیعت سے قبل علوی فرقے سے تعلق رکھتے تھے اور باوجودیکہ ان پر بڑا پریشر تھا انہوں نے بڑے اخلاص اور صدق سے بیعت کی۔ جماعت کے ہر پروگرام میں شامل ہوتے تھے۔ مرحوم بڑے اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ طبیعت میں سادگی اور دوسروں کی مدد کا جذبہ نمایاں تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے، مغفرت کا سلوک فرمائے۔ ان دونوں کے جنازے جمعہ کے بعد انشاء اللہ ہوں گے۔ ☆☆☆

ملکی مجلس عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت برائے سال 12-2011

صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت	مکرم۔ حافظ مخدوم شریف صاحب
نائب صدر (برائے تقسیم لیف لٹس و تنصیب M.T.A)	مکرم۔ عطاء الٰہی احسن غوری صاحب
نائب صدر و مہتمم مال	مکرم۔ رفیق احمد صاحب بیگ
نائب صدر (برائے دار الصناعت)	مکرم۔ اظہر احمد صاحب خادم
نائب صدر برائے (تزئین قادیان و حفاظت مرکز)	مکرم۔ عبد العلیم صاحب آفتاب
نائب صدر (برائے South India)	مکرم۔ سی۔ شمیم احمد صاحب آف Calicut
نائب صدر برائے (ایسٹ انڈیا)	مکرم۔ عبد الودود خان صاحب سورو اڑیسہ
معتمد	مکرم۔ غلام عاصم الدین صاحب
مہتمم اطفال	مکرم۔ شیخ مجاہد احمد صاحب
مہتمم تجنید	مکرم۔ شیخ فرید احمد صاحب
مہتمم اشاعت	مکرم۔ عطاء المجیب لون صاحب
مہتمم عمومی	مکرم۔ عطاء الغفار صاحب
مہتمم تبلیغ	مکرم۔ رضوان احمد صاحب ناصر
مہتمم خدمت خلق	مکرم۔ عبد المحسن صاحب
مہتمم تحریک جدید	مکرم۔ قمر الحق خان صاحب
مہتمم صنعت و تجارت	مکرم۔ سید اعجاز احمد صاحب
مہتمم تعلیم	مکرم۔ ہدایت اللہ صاحب
مہتمم تربیت	مکرم۔ ناصر محمود صاحب
مہتمم تربیت نومبائعین	مکرم۔ حافظ اسلم احمد صاحب
مہتمم صحت جسمانی	مکرم۔ مصباح الدین صاحب نیر
مہتمم مقامی	مکرم۔ مامون الرشید تبریز صاحب
مہتمم امور طلباء	مکرم۔ طیب احمد صاحب خادم
معاون صدر	مکرم۔ سید زبیر احمد طاہر صاحب
مہتمم وقار عمل	مکرم۔ حبیب الرحمٰن صاحب
ایڈیشنل مہتمم تبلیغ	مکرم۔ حافظ محمد اکبر صاحب
ایڈیشنل معتمد	مکرم۔ شمیم احمد غوری صاحب
ایڈیشنل مہتمم مقامی	مکرم۔ زبیر احمد صاحب طاہر
ایڈیشنل مہتمم اشاعت	مکرم۔ نوید احمد صاحب فضل
معاون صدر و محاسب	مکرم۔ لقمان احمد اقبال صاحب
ایڈیشنل مہتمم تعلیم	مکرم۔ تنویر احمد صاحب ناصر
ایڈیشنل مہتمم صحت جسمانی	مکرم۔ خورشید احمد صاحب بھٹی
ایڈیشنل مہتمم صنعت و تجارت	مکرم۔ خالد احمد صاحب الہٰ دین
ایڈیشنل مہتمم تجنید	مکرم۔ شاکر احمد انور صاحب
ایڈیشنل مہتمم خدمت خلق	مکرم۔ صہیب احمد صاحب آصف
ایڈیشنل مہتمم عمومی	مکرم۔ صادق احمد صاحب چیمہ
ایڈیشنل مہتمم اطفال	مکرم۔ حافظ تنویر الحق صاحب
ایڈیشنل مہتمم وقار عمل	مکرم۔ فاروق احمد صاحب عارف
ایڈیشنل مہتمم مال	مکرم۔ متین الرحمٰن صاحب
ایڈیشنل مہتمم امور طلباء	مکرم۔ تسنیم احمد صاحب فرخ

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

ارشاد نبویؐ

اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن

(نماز دین کا ستون ہے)

طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز

AUTO TRADERS

16 مینگو لین کلکتہ 70001

دکان: 2248-5222

2248-16522243-0794

رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

خطبہ جمعہ

گزشتہ خطبہ جمعہ میں جنگ احزاب کے دوران ایک دن دشمن کے لگاتار حملوں کی وجہ سے بعض نمازوں کے جمع کرنے سے متعلق بیان کی گئی روایت کے سلسلہ میں اہم اور ضروری وضاحت۔ جماعتی اداروں کو مختلف روایات کی اشاعت سے متعلق ضروری تحقیق کرنے کی تاکیدی ہدایت۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خالہ محترمہ صاحبزادی امتہ النصیر صاحبہ کی وفات اور مرحومہ کے فضائل حمیدہ اور جماعتی خدمات کا تذکرہ۔ اور اس حوالہ سے افراد جماعت کو ضروری نصائح۔

مکرم مولانا عبدالوہاب احمد صاحب شاہد (مربی سلسلہ) اور مکرم عبدالقدیر فیاض صاحب چانڈیو، (مربی سلسلہ) کی وفات اور مرحومین کا ذکر خیر۔ نماز جمعہ وعصر کے بعد مرحومین کی نماز جنازہ غائب۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 18/نومبر 2011ء بمطابق 18/نبوت 1390 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ -اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ-

گزشتہ جمعہ کو مَیں نے حدیث کی ایک روایت بیان کی تھی کہ جنگِ احزاب میں ایک دن ایسا آیا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو پانچوں نمازیں دشمن کے لگاتار حملوں کی وجہ سے جمع کر کے پڑھنی پڑیں۔ اس پر ہمارے عربی ڈیسک کے (محمد احمد) نعیم صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا ایک حوالہ مجھے بھجوایا جو اس روایت کی نفی کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ارشاد کے بعد کسی بحث کی ضرورت نہیں رہتی۔ آپ اس زمانے کے امام ہیں۔ بلکہ روایات کے متعلق آپ نے بیان فرمایا کہ مَیں نے خود رؤیا میں یا کشف کی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنیں یا آپ نے اس کی تصدیق فرمائی۔

(ماخوذ از اصحاب احمد جلد 10 حصہ اول۔ صفحہ نمبر 262 روایت حضرت مولوی عبدالواحد خان صاحبؓ ضیاء الاسلام پریس ربوہ)

پس اس میں تو کوئی شک نہیں کہ جو روایت مَیں نے بیان کی تھی یہ حدیث کی بعض کتب میں ہے۔ لیکن اصل واقعہ اس طرح نہیں تھا اور احادیث کی سب کتب اس پر متفق بھی نہیں ہیں۔ جو روایت ہے وہ پانچ نمازوں کی نہیں۔ جن حدیثوں میں بھی ہے، پانچ نمازوں کی نہیں بلکہ چار نمازوں کی ہے۔ لیکن اس پر بھی اختلاف ہے اور زیادہ معتبر یہی ہے کہ صرف عصر کی نماز ہی مغرب کے ساتھ پڑھی گئی یا تنگی وقت کے ساتھ ادا کی گئی۔

اس بارے میں علم کی خاطر بعض روایات بھی پیش کر دیتا ہوں، بعض لوگوں کا شوق بھی ہوتا ہے۔ جہاں تک چار نمازوں کے جمع کرنے کا سوال ہے، یہ سنن ترمذی کی روایت ہے اور وہ حدیث اس طرح ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ابوعبیدہ بن عبداللہؓ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ عبداللہؓ بن مسعود نے فرمایا کہ مشرکین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خندق کے روز چار نمازوں سے روکے رکھا، یہاں تک کہ جتنا اللہ نے چاہا رات کا حصہ چلا گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو ارشاد فرمایا تو انہوں نے اذان دی پھر اقامت کہی گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھائی۔ پھر اقامت کہی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر پڑھائی۔ اور پھر اقامت کہی گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب پڑھائی۔ پھر اقامت کہی گئی تو آپؐ نے عشاء کی نماز پڑھائی۔ جیسا کہ مَیں نے کہا یہ سنن ترمذی کی کتاب، کتاب الصلوۃ میں ہے۔

(سنن ترمذی کتاب الصلوٰۃ باب ماجاء فی الرجل تفوتہ الصلوات بایتھن یبدء حدیث 179)

اور اسی طرح بیہقی نے بھی اس روایت کو لکھا ہے اور سعودی عرب میں کوئی مکتبہ، مکتبۃ الرشد ہے انہوں نے 2004ء میں یہ شائع کی تھی، وہاں سے بھی یہ ملتی ہے۔

(السنن الکبریٰ از امام بیہقی کتاب الصلاۃ، ذکر جماع ابواب الاذان والاقامۃ باب صحۃ الصلاۃ مع ترک الاذان والاقامۃ اوترک احدھما حدیث 1954 جلد 1 صفحہ 541-540، مکتبۃ الرشد سعودی عرب 2004ء)

لیکن صحیح بخاری، مسلم اور سنن ابی داؤد میں حضرت علیؓ کے حوالے سے جو حدیث ہے وہ اس طرح ہے کہ حضرت علیؓ بیان فرماتے ہیں کہ خندق کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان کے گھروں اور ان کی قبروں کو آگ سے بھرے۔ انہوں نے ہمیں صلوۃِ وُسطیٰ سے روکے رکھا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ (صحیح بخاری کتاب الجھاد والسیر باب الدعاء علی المشرکین بالھزیمۃ والزلزلۃ حدیث 2931)

(مسلم کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ باب التغلیظ فی تفویت صلاۃ العصر حدیث 1420)

(سنن ابی داؤد کتاب الصلاۃ باب فی وقت صلاۃ العصر حدیث 409)

تو اس سے یہی استدلال کیا جاتا ہے کہ یہ نماز عصر تھی۔ بہرحال جو مَیں بیان کرنا چاہتا تھا وہ یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نمازوں کے ضائع ہونے کی اس قدر تکلیف تھی کہ آپ نے دشمن کو بددعا دی۔ یہاں تو پھر اس کی اہمیت اس مضمون کے تحت اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ ایک وقت کی نماز کا ضائع کرنا بھی آپ کو برداشت نہیں تھا اور آپ نے دشمن کو سخت کہا۔

اس بارے میں صحیح بخاری کی ایک روایت ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خندق کے دن سورج غروب ہونے کے بعد آئے اور کفارِ قریش کو برا بھلا کہنے لگے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! مجھے تو عصر کی نماز بھی نہیں ملی یہاں تک کہ سورج غروب ہونے لگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخدا! مَیں نے بھی نہیں پڑھی۔ اس پر ہم اُٹھ کر بُطحان کی طرف گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے لئے وضو کیا اور ہم نے بھی اس کے لئے وضو کیا اور سورج غروب ہونے کے بعد آپؐ نے عصر کی نماز پڑھی۔ پھر اس کے بعد آپؐ نے مغرب کی نماز پڑھی۔

(صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلاۃ باب من صلی بالناس جماعۃ بعد ذھاب الوقت حدیث 596)

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ بخاریؒ کی شرح فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ ابنِ عربیؒ نے اس بات کی تصریح کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ نماز جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو روکے رکھا گیا تھا وہ صرف ایک نماز تھی یعنی نمازِ عصر۔ اس نماز کی ادائیگی یا تو اُس وقت کی گئی تھی جب مغرب کی نماز کا وقت ختم ہو گیا تھا یا یہ ہے کہ سورج کے غروب ہونے کا آخری وقت تھا جب عصر کی نماز ادا کی گئی۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری لعلامہ ابن حجر عسقلانی جلد 2 صفحہ 89-88 کتاب مواقیت الصلاۃ باب من صلی بالناس جماعۃ بعد ذھاب الوقت حدیث 596۔ قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اس پر جو تفصیل سے روشنی ڈالی ہے وہ اب پڑھ دیتا ہوں۔ ایک عیسائی پادری فتح مسیح صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت زیادہ اعتراض کئے اور ایک بڑا گندہ خط حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو بھیجا تو اس کا جواب آپ نے نور القرآن حصہ دوم میں دیا ہے۔ مختلف قسم کے اعتراضات ہیں، اُن کے جواب ہیں۔ اُس میں ایک یہ اعتراض بھی تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن چار نمازیں نہیں پڑھیں۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے جو جواب فرمایا وہ اُس میں لکھا ہوا یہ ہے کہ آپ فتح مسیح کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اور آپ کا یہ شیطانی وسوسہ'' (یعنی فتح مسیح کا یہ شیطانی وسوسہ) ''کہ خندق کھودتے وقت چاروں نمازیں قضا کی گئیں۔ اول آپ لوگوں کی علمیت تو یہ ہے کہ قضا کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اے نادان قضا نماز ادا کرنے کو کہتے ہیں۔ ترکِ نماز کا نام قضا ہرگز نہیں ہوتا۔ اگر کسی کی نماز ترک ہو جاوے'' (چھٹ جاوے) ''تو اُس کا نام فوت ہے۔ اسی لئے ہم نے پانچ ہزار روپے کا اشتہار دیا تھا کہ ایسے بیوقوف بھی اسلام پر اعتراض کرتے

ہیں جن کو ابھی تک قضا کے معنی بھی معلوم نہیں''۔ اس بارے میں عموماً ہمارے ہاں بھی بعض لوگوں کو پتہ نہیں ہوتا۔ وہ یہی سمجھتے ہیں کہ قضا کا مطلب یہی ہے کہ نماز ضائع ہوگئی۔ حالانکہ قضا کا مطلب ہے ادائیگی کی گئی۔ اور کچھ وقت کے بعد نماز کی ادائیگی ہوگئی''۔

فرماتے ہیں کہ ''جو شخص لفظوں کو بھی اپنے محل پر استعمال نہیں کر سکتا وہ نادان کب یہ لیاقت رکھتا ہے کہ امورِ دقیقہ پر نکتہ چینی کر سکے''۔ (یہ جو گہرے امور ہیں ان پر کسی قسم کا اعتراض کرے۔) ''باقی رہا یہ کہ خندق کھودنے کے وقت چار نمازیں جمع کی گئیں۔ اس احمقانہ وسوسے کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دین میں حرج نہیں ہے''۔ (یعنی کسی قسم کی کوئی تنگی اور سختی نہیں) ''یعنی ایسی سختی نہیں جو انسان کی تباہی کا موجب ہو۔ اس لئے اُس نے ضرورتوں کے وقت اور بلاؤں کی حالت میں نمازوں کے جمع کرنے اور قصر کرنے کا حکم دیا ہے۔ مگر اس مقام میں ہماری کسی معتبر حدیث میں چار جمع کرنے کا ذکر نہیں''۔ (یعنی چار نمازیں جمع کرنے کا ذکر نہیں ہے) ''بلکہ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ واقعہ صرف یہ ہوا تھا کہ ایک نماز یعنی صلوٰۃُ العَصر معمول سے تنگ وقت میں ادا کی گئی۔ اگر آپ اس وقت ہمارے سامنے ہوتے تو ہم آپ کو ذرا بٹھا کر پوچھتے کہ کیا یہ متفق علیہ روایت ہے کہ چار نمازیں فوت ہوگئی تھیں''۔ (یعنی ادا ہی نہیں کی گئی تھیں۔) ''چار نمازیں تو خود شرع کی رُو سے جمع ہو سکتی ہیں یعنی ظہر اور عصر۔ اور مغرب اور عشاء۔ ہاں ایک روایت ضعیف میں ہے کہ ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء اکٹھی کر کے پڑھی گئی تھیں لیکن دوسری صحیح حدیثیں اس کو رَد کرتی ہیں اور صرف یہی ثابت ہوتا ہے کہ عصر تنگ وقت میں پڑھی گئی تھی''۔ (نور القرآن نمبر 2، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 390-389)

پس آپ علیہ السلام کے اس فیصلہ کے بعد، اس مہر ثبت کرنے کے بعد یہ چار نمازیں پڑھنے والی بھی جو حدیث ہے وہ بھی غلط ہے۔ صرف عصر کی نماز کا ہوا تھا لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا اُس پر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا دُکھ تھا کہ آپ نے دشمن کو برا کہا اور کہا کہ ہماری نمازیں ضائع کر دی ہیں۔ بہرحال یہ حدیث جو مَیں نے پچھلی دفعہ خطبہ میں پڑھی تھی اس کو پڑھنے کا ایک فائدہ یہ بھی ہوا کہ ہمارے لٹریچر میں بھی جہاں اس کا ذکر ہے وہاں اصلاح ہو جائے گی۔ ایک تو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی سیرۃ النبیؐ کی جو کتاب ہے اُس میں بیان ہوئی ہے لیکن وہاں صحیح رنگ میں بیان ہوئی ہے جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اور وہاں آپ نے ولیم میور کے الفاظ لکھے ہیں جس نے چار نمازیں جمع کرنے کا ذکر کیا ہے۔ لیکن حضرت میاں صاحب نے (مرزا بشیر احمد صاحب نے) وہاں اس کے بیان کی نفی کر دی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو فیصلہ ہے کہ صرف عصر کی نماز بے وقت ادا ہوئی تھی، جو حدیثوں میں بھی ملتا ہے، بخاری سے ہی ملتا ہے، اُسی کے مطابق اُس کی وضاحت کی ہے۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیین ﷺ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اےؓ صفحہ 588 ایڈیشن سوم 2003)

لیکن ایک اور جگہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے 23 رمئی 1986ء میں اپنے ایک خطبے میں پانچ نمازوں کے جمع ہونے کا بیان فرمایا ہے اور مسند احمد بن حنبل کے حوالے سے بھی یا بخاری کے حوالے سے بیان فرمایا ہے۔ لیکن طاہر فاؤنڈیشن نے جو خطبات شائع کئے ہیں اُس میں بخاری کتاب المغازی کا حوالہ دیا ہوا ہے حالانکہ وہاں بخاری میں اس کتاب المغازی کے تحت یہ اس طرح بیان نہیں ہوئی۔

(خطبات طاہر جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 377 تا 379۔ (خطبہ جمعہ 23 مئی 1986ء) طاہر فاؤنڈیشن ربوہ)

مَیں عموماً اصل حدیثیں خود دیکھنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن مَیں نے حدیث کا یہ حوالہ کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے اُس خطبہ میں دیکھا تھا اس لئے مَیں نے چیک نہیں کیا۔ اور پھر یہ حوالہ بھی (درج) تھا اس لئے غلطی بھی بہرحال ہوئی۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا اس غلطی کا فائدہ ہوا۔ ایک تو لٹریچر میں جہاں کہیں بھی اگر ہے تو درستی ہو جائے گی۔ دوسرے مجھے خود بھی احساس ہو گیا ہے کہ بعض دفعہ جو حوالے کہیں سے لیتا ہوں اُن کو مزید چیک کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

تیسرے یہ کہ ہمارے ادارے یہ خیال رکھیں کہ جب پہلے خلفاء کی بھی تقریر یا خطبہ شائع کر رہے ہوں تو اصل حوالہ اور اگر اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کوئی ارشاد ہو تو اُسے ضرور دیکھنا چاہئے۔ یہ تو ٹھیک ہے کہ خلیفۂ وقت کے الفاظ کو خود کوئی ٹھیک نہیں کرے گا بلکہ خلیفۂ وقت سے ہی پوچھنا چاہئے۔ اور پہلے خلفاء کا اگر کہیں بیان ہوا ہے تو اُن حوالوں کی صحیح روایت احادیث میں یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب میں کہیں ملتی ہے تو اُس کے مطابق درستی ہونی چاہئے لیکن وہ خلیفۂ وقت سے پوچھ کر درستی ہوگی۔ اس لئے طاہر فاؤنڈیشن والوں کو بھی اس خطبے میں جو 1986ء کا خطبہ ہے، جہاں پانچ نمازوں کے جمع ہونے کی یہ مثال دی گئی ہے، اس کی اصلاح کرنی چاہئے تھی۔ اب آئندہ ایڈیشنوں میں اس کی اصلاح کریں۔ کس طرح کرنی ہے؟ وہ مجھے لکھ کر بھجوائیں گے تو پھر اُن کی رہنمائی کی جائے گی کہ کس طرح اس کی اصلاح ہو سکتی ہے۔ اور آئندہ بھی یہی اصول ہے۔ جو بھی خلفاء ہوں گے وہ پچھلے خلفاء کی (تحریر میں) اگر کہیں غلط روایت آ جاتی ہے تو وہ اپنی ہدایت کے مطابق ٹھیک کریں گے لیکن من وعن اُس کو بغیر تحقیق کے شائع کر دینا غلط طریق ہے جبکہ دوسری روایات موجود ہوں یا بعض روایات مشکوک ہوں لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اس کے بارے میں فیصلہ ہو تو پھر پوری تحقیق ہونی چاہئے۔ بہرحال اس وضاحت کو مَیں ضروری سمجھتا تھا اور جیسا کہ مَیں نے کہا اس کا یہ فائدہ سب کو ہو گیا ہے کہ واقعاتی اور علمی صورت بھی سامنے آ گئی ہے۔ اُس کی بھی اصلاح ہو گئی اور بعض ضمنی علمی باتیں بھی سامنے آ گئیں اور انتظامی رہنمائی بھی ہو گئی۔

اب اس کے بعد مَیں جس مضمون کی طرف آنا چاہتا ہوں وہ گزشتہ دنوں وفات پانے والے چند بزرگان کا ذکرِ خیر ہے جن میں سے سب سے پہلے مَیں بیان کروں گا کہ گزشتہ ہفتہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی صاحبزادی امۃ النصیر بیگم صاحبہ جو میری خالہ بھی تھیں اُن کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ وفات کے وقت آپ کی عمر 82 سال تھی اور ماشاء اللہ آخر وقت تک ایکٹو (Active) تھیں۔ تین چار دن پہلے دل کی تکلیف ہوئی۔ ہسپتال میں داخل ہوئیں۔ ڈاکٹر نوری صاحب نے علاج کیا۔ ایک نالی کی اینجیو پلاسٹی وغیرہ بھی ہوئی۔ اُس کے بعد ٹھیک بھی ہو رہی تھیں لیکن لگتا ہے کہ پھر دو تین دن بعد دوبارہ اچانک ہارٹ اٹیک ہوا ہے جو جان لیوا ثابت ہوا۔ ہسپتال میں ہی تھیں۔ اور اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گئیں۔ مرحومہ بہت ہنس مکھ، خوش مزاج اور دوسروں کا ہر طرح سے خیال رکھنے والی تھیں۔ ظاہری مالی مدد بھی اور جذبات کا خیال رکھنا بھی آپ کا خاص وصف تھا۔ ان کے جاننے والوں کے جو تعزیت کے خط مجھے آ رہے ہیں، اُن میں یہ بات تقریباً اُن کے ہر واقف نے لکھی ہے کہ اُن جیسے بے نفس اور دوسروں کے احساسات اور جذبات کا گہرائی سے خیال رکھنے والے ہم نے کم دیکھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری ان خالہ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور اپنے پیاروں میں اُنہیں جگہ دے۔

ان کی پیدائش اپریل 1929ء میں حضرت سیدہ سارہ بیگم صاحبہ کے بطن سے ہوئی تھی جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی حرمِ ثالث تھیں، تیسری بیوی تھیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ کی وفات جب ہوئی ہے تو صاحبزادی امۃ النصیر بیگم صرف ساڑھے تین سال کی تھیں۔ تو آپ کے بچپن کے جذبات اور احساسات کا نقشہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے ایک مضمون میں کھینچا ہے۔ وہ ایسا نقشہ ہے جسے پڑھ کر انسان جذبات سے مغلوب ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ مَیں اپنے آپ پر بڑا کنٹرول رکھتا ہوں۔ کم از کم علیحدگی میں جب پڑھ رہا تھا تو کنٹرول کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ بہرحال اُس میں سے کچھ حصے جو ان کے بچپن سے ہی اعلیٰ کردار کے متعلق ہیں مَیں بیان کروں گا۔ اور اس میں بھی ہر ایک کے لئے بڑے سبق ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ ان کی عمر صرف ساڑھے تین سال تھی جب ان کی والدہ فوت ہوئیں۔ لیکن اُس بچپنے میں بھی ایک نمونہ قائم کر گئیں۔ اور وہ مضمون جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے لکھا ہے بڑا تفصیلی مضمون ہے۔ بہرحال مَیں اُس کے کچھ حصے، ایک دو باتیں بیان کروں گا۔ جب اس مضمون کو انسان پڑھ رہا ہو تو اُس موقع کی ایک جذباتی حالت ہے اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا بیان ہو تو عجیب کیفیت ہو جاتی ہے۔ بہرحال جیسا کہ مَیں نے کہا ایک مضمون کا کچھ حصہ آگے جا کے پیش کروں گا۔ مختصراً پہلے ان کی سیرت کے بارے میں مختلف لوگوں نے جو مجھے لکھا ہے وہ مَیں بیان کرتا ہوں۔ بلکہ میری والدہ بتایا کرتی تھیں کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمہاری خالہ کو اُن کی والدہ کی وفات کے بعد حضرت اُمِّ ناصر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سپرد کر دیا تھا اور اس کا ذکر حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی فرمایا ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اُس وقت میری والدہ کو یہ ہدایت فرمائی تھی کہ ان کا خیال رکھنا۔ میری والدہ ان سے تقریباً 19 سال بڑی تھیں اور بچوں والا تعلق تھا۔ جب میری والدہ کی شادی ہوئی ہے تو اُس وقت ہماری یہ خالہ سات آٹھ سال کی یا زیادہ سے زیادہ نو سال کی ہوں گی۔ جب میری والدہ کی رخصتی ہونے لگی تو خالہ نے ضد شروع کر دی کہ مَیں باجی جان کے بغیر نہیں رہ سکتی مَیں نے بھی ساتھ جانا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے پھر سمجھایا تو خیر سمجھ گئیں۔ خاموش تو ہو گئیں اور بڑی افسردہ رہنے لگیں لیکن وہی صبر اور حوصلہ جو ہمیشہ بچپن سے دکھاتی آئی تھیں اُس کا ہی مظاہرہ کیا۔ بہرحال پھر بعد میں حضرت اماں جان اُمُّ المؤمنین کے پاس رہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ربوہ میں اپنے بچوں کے جو گھر بنا کر دیئے ہوئے ہیں ان میں خالہ کا اور ہماری والدہ کا گھر ساتھ ساتھ ہیں۔ دیوار سانجھی ہے۔ جب تک گھروں کے نقشے نہیں بدلے تھے اور مزید تعمیر نہیں ہوئی تھی، بعد میں کچھ مزید تعمیر ہوتی رہی تو بیچ میں دروازے بھی تھے، ایک دوسرے کے گھر آنا جانا تھا اور بڑی بے تکلفی ہوتی تھی۔ مَیں نے خالہ کو ہمیشہ ہنستے اور خوش دلی سے ملتے اور اپنے گھر میں ہر بڑے چھوٹے کا استقبال کرتے دیکھا ہے۔ مہمان نوازی آپ میں بہت زیادہ تھی۔ امیر ہو یا غریب ہو، بڑا ہے یا چھوٹا ہے، اپنے گھر آئے ہوئے کی خاطر کرتی تھیں۔ ان کے میاں، ہمارے خالو مکرم پیر معین الدین صاحب جو پیر اکبر علی صاحب کے بیٹے تھے، ان کے خاندان کی اکثریت غیر از جماعت تھی۔ خالہ نے اُن کے ساتھ بھی بڑا تعلق نبھایا۔ مکرم پیر معین الدین صاحب کی ایک بھتیجی نے لکھا کہ ہمارے ددھیال والے غیر از جماعت ہیں لیکن اُن کے ساتھ بھی ہماری چچی کا سلوک بہت محبت اور پیار اور احترام کا تھا اور سب ان کی بہت قدر کرتے اور محبت سے ان کا ذکر کرتے ہیں۔ یہ پیار کا سلوک اللہ کرے کہ قریب لانے کا باعث بھی بنے، ان کی دعائیں بھی قریب لانے کا باعث بنیں اور ان لوگوں کو بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہچاننے اور ماننے کی توفیق ملے۔

اپنے بھانجے بھانجیوں، بھتیجے بھتیجیوں سے بڑی بے تکلفی اور پیار کا تعلق تھا اور وہ سب ان سے راز داری بھی کر لیتے تھے اور اسی بے تکلفی کی وجہ سے اُن کی نصیحت کو سنتے بھی تھے اور برا نہیں مناتے تھے۔ ڈانٹ بھی اُن کی پیار اور ہنسی کے ساتھ ہوتی تھی۔ اگر نصیحت کرنی ہوتی تو ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت

اماں جان (اُمّ المومنینؓ) اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعات سنا کر تنبیہ اور نصیحت فرمایا کرتی تھیں۔ اُن کی ایک بھانجی نے مجھے بتایا کہ ایک موقع پر اُن سے اور ایک کزن سے غیر ارادی طور پر ایک ایسی غلطی ہوئی جس غلطی میں لطیفہ بھی تھا۔ دونوں بے چین تھیں کہ کسی بڑے کو بھی اس میں شامل کیا جائے لیکن جس طرف نظر دوڑاتے تھے یہی نظر آتا تھا کہ ڈانٹ پڑے گی۔ آخر دونوں ان کے پاس آئیں۔ انہوں نے بڑے تحمل سے ان کی بات سنی۔ لطیفہ بھی ایسا تھا کہ ہنسی بھی آئی اور پھر اُن کو پیار سے ڈانٹا بھی اور بتایا کہ ایسے موقع پر اسلامی تعلیم اس طرح کی ہے۔ تو کوئی موقع بھی اسلامی تعلیم کا، احمدیت کی روایات بیان کرنے کا ضائع نہیں کرتی تھیں۔ جب بھی موقع ملتا اس لحاظ سے سمجھانے کی کوشش کرتیں۔ اور ان کی یہ ساری باتیں اسی کے گرد گھومتی ہیں۔ ساتھ ہی یہ بھی خاندان کی بچیوں کو سمجھاتیں کہ تمہارا اپنا ایک وقار ہے۔ تم لوگوں کو اُس کے اندر رہنا چاہئے۔ مَیں پہلے بھی جب اُن کے گھر گیا ہوں تو ہمیشہ خوب خاطر مدارات کی جس طرح کہ بڑوں کی کی جاتی ہے۔ اور خلافت کے بعد تو اُن کا تعلق پیار اور محبت کا اور بھی بڑھ گیا۔ اطاعت اور احترام بھی اُس میں شامل ہو گیا۔ باقاعدہ دعا کے لئے خط بھی لکھتی تھیں، پیغام بھی بھجواتی تھیں۔ خلافت کے ساتھ اظہار غیر معمولی تھا۔ یہاں دو مرتبہ جلسے پر آئی ہیں۔ انتہائی ادب اور احترام اور خلافت کا انتہا درجے میں پاس جو کسی بھی احمدی میں ہونا چاہئے وہ اُن میں اُس سے بڑھ کر تھا۔ اس حد تک کہ بعض دفعہ اُن کے سلوک سے شرمندگی ہوتی تھی۔ جب بھی آتی تھیں تو یہی فرمایا کہ ہر سال آنے کو دل چاہتا ہے لیکن عمر کی وجہ سے سوچتی ہوں اور پھر بعض دفعہ پروگرام بنا کے پھر عمل درآمد نہیں ہوتا تھا۔

جیسا کہ مَیں نے کہا، حضرت امّاں جان (اُمّ المومنینؓ) کے پاس بڑا عرصہ رہی ہیں۔ جب میری والدہ کی شادی ہو گئی تو زیادہ عرصہ پھر حضرت اماں جانؓ کے پاس ہی رہی ہیں۔ بہت روایات اور واقعات حضرت اماں جانؓ کے اُن کو یاد تھے۔ یہاں بھی جب ایک سال ایک جلسے پر آئی تھیں تو لجنہ یو کے کو کچھ ریکارڈ کروائے تھے، صدر صاحبہ لجنہ نے اس کا انتظام کیا تھا۔ وہ واقعات جو حضرت امّاں جان کے ہیں اگر ان کے حوالے سے شائع نہیں ہوئے تو لجنہ کو شائع کرنے چاہئیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ایک مرتبہ اپنی دو بیویوں کی حضرت امّاں جانؓ کے ہاں رات کی ڈیوٹی لگائی کہ باری باری جایا کریں۔ جب اُن کی طبیعت زیادہ خراب ہوئی تو حضرت امّاں جانؓ نے فرمایا کہ میرے لئے تو یہ بچی ٹھیک ہے۔ مجھے اسی کی عادت ہو گئی ہے۔ کسی اور کو میرے پاس بھیجنے کی ضرورت نہیں۔ حضرت اماں جانؓ بھی آپ سے بہت محبت اور پیار کا سلوک کرتی تھیں۔ جب آپ کی شادی ہوئی تو حضرت اماں جانؓ بہت اداس رہنے لگی تھیں۔ جب کچھ دنوں کے بعد ملنے واپس آئی ہیں تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ ان کو بازو سے پکڑ کر حضرت امّاں جانؓ کے پاس لے گئے اور کہا یہ لیں آپ کی بیٹی ملنے آئی ہے۔ تو حضرت امّاں جان کا بھی بہت پیار کا سلوک تھا۔

خلافت کے تعلق میں بات کر رہا تھا۔ خلافت سے محبت اور وفا کے ضمن میں یہ بھی بتا دوں کہ وہ اس میں اس قدر بڑھی ہوئی تھیں کہ کسی بھی قریبی رشتے کی پرواہ نہیں کرتی تھیں اور اس وجہ سے بعض دفعہ اُن کو بعض پریشانیاں بھی اُٹھانی پڑیں لیکن ہمیشہ خلافت کے لئے وہ ایک ڈھال کی طرح کھڑی رہیں۔ اُن کے گھر میں پلنے بڑھنے والے لڑکے نے جو جوان ہے بلکہ بڑی عمر کا ہو گا، اُس نے مجھے لکھا کہ محترمہ بی بی جان کی وفات پر ہمارے دل کو بہت صدمہ پہنچا ہے کیونکہ ہم ایک نہایت نیک، دعا گو اور بزرگ ہستی سے محروم ہو گئے۔ پھر آگے لکھتے ہیں کہ بی بی جی نہایت نیک دعا گو، غریبوں اور مستحق لوگوں کی مدد کرنے والی، خدا ترس عورت تھیں۔ ہمیشہ سے ہمیں خلافت سے چمٹے رہنے کی تلقین کیا کرتی تھیں اور خلیفہ وقت کے احکامات کی تکمیل کے لئے موقع ڈھونڈھتی رہتی تھیں۔ پھر کہتے ہیں کہ محلے میں لجنہ کے کام بھی کرتی تھیں تو اکثر لجنہ کا جو 'مصباح' رسالہ ہے، اُس کا چندہ وغیرہ لینے کے لئے جو ممبرات تھیں اُن کے پاس مجھے بھیجا کرتی تھیں اور اگر کسی کے گھر سے دیر ہو جاتی یا چندہ نہیں آتا تھا تو اپنے پاس سے دے دیا کرتی تھیں اور یہی فکر رہتی تھی کہ چندے جمع کروانے میں لیٹ نہ ہوں۔

پھر یہ لکھا کہ کبھی کبھی بازار سے سودا لینے بھیجتیں تو پیسے تھوڑے ہو جاتے۔ مَیں اپنی طرف سے خرچ کر لیتا تو کہتیں فوراً میرے سے لے لیا کرو۔ مَیں کسی کا مقروض نہیں رہنا چاہتی۔ اسی طرح یہ لکھنے والے (ممتاز نام ہے اس کا) لکھتے ہیں کہ پھر جس مہینے کوئی زیادہ شادی کارڈ آتے تو مجھے فرماتیں کہ ان تمام کارڈ کی لسٹ بناؤ اور مجھے یاد کرا دینا اور بتاتی تھیں کہ خاندان کی یا بزرگوں کی جو سابقہ خادمہ یا پرانی خادمائیں تھیں اُن کے ضرور جاتی تھیں، یا کہتیں کہ ایک غریب لڑکی کی شادی ہے یہ ضرور یاد کرانا اور بعض اوقات دن میں تین تین بار کہتی تھیں کہ مَیں نے اس غریب لڑکی کی شادی پر ضرور جانا ہے، تیار رہنا۔ اور اسی طرح اُن کی اور نصیحتیں ہیں۔ ان کے داماد سید قاسم احمد نے لکھا ہے کہ خلیفۂ وقت سے محبت اور اطاعت میں خالہ نے محلے کی لجنہ میں جس کی وہ صدر رہی ہیں بہت غیر معمولی اثر پیدا کیا تھا۔ اس معاملے میں کسی دلیل کی ضرورت نہیں تھی بلکہ ایک فطری جذبہ تھا۔ جس دن وفات ہوئی ہے صبح بار بار کہہ رہی تھیں کہ حضور کی خدمت میں میرے لئے دعا کی درخواست کر دو۔ معلوم ہوتا ہے کہ اُنہیں اپنی وفات کا اندازہ تھا کیونکہ اپنی ایک نواسی کو انہوں نے اپنی فوت شدہ ایک بھابھی کے بارے میں کہا کہ وہ آئی ہیں۔ بیٹیوں کو بلا کر پیار کیا اور کہا کہ مجھے معاف کر دینا۔ بے شمار خوبیاں تھیں۔ بطور ماں اور ساس اور بیوی کے ان کا نمونہ نہایت اعلیٰ تھا۔ اپنے میاں مرحوم کے مزاج کے مطابق اُن کا ہمیشہ خیال رکھا اور کبھی کوئی شکوے کا موقع نہیں دیا۔

یہ جو پرانے بزرگ ہیں ان کی مثالیں مَیں اس لئے بھی پیش کرتا ہوں کہ ہمارے نئے جوڑوں کو، ایسے خاندانوں کو، میاں بیوی کو جن کے مسائل پیدا ہوتے ہیں ان پر بھی غور کرنا چاہئے۔ خاص طور پر لڑکیوں کو، عورتوں کو اس بات کا خوب خیال رکھنا چاہئے کہ اُن کی سب سے پہلی ذمہ واری اپنے گھروں کو سنبھالنا ہے۔

پھر لکھتے ہیں اپنے میاں کی کامل اطاعت کی اور بیٹیوں کو بھی اپنے خاوندوں کے بارے میں یہی نصیحت کی کہ اپنے خاوندوں کا خیال رکھا کرو۔ کبھی اپنے میاں سے اُن کو بحث کرتے نہیں دیکھا۔ نصیحت کرتیں تو اکثر حضرت مسیح موعودؑ، حضرت مصلح موعودؓ اور حضرت اماں جان کا ذکر ہوتا۔ غصہ اگر کبھی آیا بھی تو بہت تھوڑی دیر کے لئے اور پھر وہی شفقت والا انداز ہوتا۔ اور لڑکیوں کو، خاندان کی لڑکیوں کو ہمیشہ نصیحت کیا کرتی تھیں کہ ان کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہم سے کسی کو ٹھوکر نہیں لگنی چاہئے۔ اللہ کرے کہ اُن کی یہ دعائیں اور یہ نصیحتیں اُن کی بچیوں کے بھی اور خاندان کی دوسری بچیوں کے بھی کام آنے والی ہوں۔

پھر یہ لکھتے ہیں کہ ملازموں کے ساتھ بھی بہت شفقت کا سلوک تھا۔ جو بچیاں گھر میں پل بڑھ کے جوان ہوئیں، اُن کا جہیز چھوٹی عمر سے ہی بنانا شروع کر دیا۔ شادیوں کے اخراجات بھی ادا کئے۔ بعض دفعہ دیکھنے میں آیا کہ کام کرنے والی خاتون اور اُن کی بیٹیوں نے انتہائی بدتمیزی کی۔ بعض نے مشورہ دیا کہ فوراً فارغ کر دینا چاہئے مگر فرماتی رہیں کہ ابھی تو مَیں نے ان کی شادیاں کرنی ہیں۔ شادی کے بعد اُن کے دکھ سکھ میں شامل ہوتی تھیں۔ آج کل جو مسائل پیدا ہوتے ہیں ان میں رشتوں کو نبھانے کے لئے یہ نصیحت بھی بڑی کام کی ہے کہ اکثر کہا کرتی تھیں کہ بہو کو سمجھانا ہو تو بیٹے کو نصیحت کرنی چاہئے اور اگر داماد کو سمجھانا ہو تو بیٹی کو نصیحت کرنی چاہئے۔ احسان کرتے وقت طریق ایسا اختیار کرتیں کہ اگلے کو محسوس نہ ہو۔ عبادات اور چندوں میں غیر معمولی باقاعدگی تھی اور کوشش ہوتی تھی کہ اپنے اوپر اگر تکلیف بھی وارد کرنی پڑے تو زیادہ سے زیادہ کریں اور ان فرائض کو کبھی پَرے نہ کریں۔

1944ء میں جب حضرت مصلح موعودؓ نے جائیدادیں وقف کرنے کی تحریک کی تو آپ نے اپنا تمام زیور اس میں پیش کر دیا۔ تیرہ سال کی عمر میں قادیان میں منتظمہ دارالمسیح کا فریضہ انجام دیا۔ سیکرٹری ناصرات قادیان بھی رہیں۔ ہجرت کے بعد رَتن باغ اور پھر ربوہ میں خدمات سرانجام دیں۔ اُن کو ہر طرح مختلف موقعوں پر خدمت کا موقع ملا اور کبھی یہ نہیں ہوا کہ اُن کو کسی عہدے کی خواہش ہو۔ عہدہ رکھتے ہوئے بھی اگر ایک معمولی سا کام کہا گیا تو فوراً اُس کے لئے تیار ہو جاتی تھیں۔ علمی اور انتظامی لحاظ سے، دینی تعلیم کے لحاظ سے بڑی باصلاحیت تھیں۔ انہوں نے اپنے ایک انٹرویو میں بتایا کہ رَتن باغ لاہور میں ممانی جان حضرت صالحہ بیگم صاحبہ اہلیہ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب کے ساتھ رات کو دورہ کرتی تھیں اور جن کے پاس اوڑھنے کو کپڑا نہیں ہوتا تھا اُن کو کمبل دیا کرتی تھیں۔

یہ بھی ان کا تاریخی واقعہ ہے کہ 1949ء میں حضرت مصلح موعودؓ اور حضرت اماں جانؓ کے ساتھ اُن کی گاڑی میں ربوہ آنے کا اعزاز حاصل ہوا۔ آپ فرمایا کرتی تھیں کہ یہ میری زندگی کا یادگار واقعہ ہے۔ مسجد مبارک ربوہ کی سنگِ بنیاد کی تقریب میں ایک اینٹ پر دعا کرنے والی خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواتین میں شامل تھیں۔ جب ربوہ آباد ہوا تو کچے مکان تھے۔ ان کو وہاں بھی ربوہ کے کچے مکانوں میں لجنہ کی خدمت کی توفیق ملی۔ پھر ان کو صدر لجنہ حلقہ دارالصدر شمالی بڑا لمبا عرصہ خدمت کی توفیق ملی۔ 1973ء سے 1982ء تک نائب صدر لجنہ ربوہ رہیں۔ جب میری والدہ وہاں صدر لجنہ ربوہ تھیں تو اُس وقت اُن کے ساتھ کام کرنے کی توفیق ملی۔ 82ء کے بعد ایک دو سال خدمتِ خلق کی سیکرٹری لجنہ رہیں۔ سیکرٹری ضیافت بھی رہیں۔ اور اسی طرح محلے کے علاوہ مختلف عہدوں پر کام کرتی رہیں۔ اور ہر موقع پر جو بھی خدمت ان کے سپرد ہوئی، جو بھی عہدہ تھا بڑی عاجزی سے خدمت کیا کرتی تھیں۔ ان کی ایک بیٹی نے لکھا کہ اُمی کی بیماری میں اگر کوئی آپ سے ملاقات کے لئے آتا اور ملاقات نہ ہو سکنے کی وجہ سے واپس چلا جاتا تو آپ کو بہت زیادہ افسوس ہوتا تھا۔ ہمیں بار بار سمجھاتی تھیں کہ کوئی بھی جو ملاقات کے لئے آئے اُسے نہ روکا کرو۔ کبھی منع نہ کیا کرو۔ حضرت مصلح موعودؓ کی ڈیوڑھی سب کے لئے کھلی رہتی تھی، ہر کوئی مل سکتا تھا تو پھر میری طرف سے کیسے انکار ہو سکتا ہے۔ پھر ایک بیٹی اُن کی لکھتی ہیں کہ اُمی کو اپنے سب بہن بھائیوں سے بہت محبت تھی۔ یہ بات مذاق میں بھی برداشت نہیں تھی کہ اُن کے بہن بھائیوں کے بارے میں کوئی بات کرے یا سوال کرے کہ فلاں آپ کا سگا بہن بھائی ہے یا سوتیلا۔ (حضرت مصلح موعودؓ کی بیویاں تھیں۔ ہر بیوی سے مختلف اولاد تھی تو سگے سوتیلے کا بھی وہاں سوال نہیں اُٹھا) اور اگر کبھی کوئی پوچھ بھی لیتا تو فوراً کہتیں کہ یہ سگے سوتیلے کی باتیں نہیں کرنی کیونکہ یہ بات ابا جان کو یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو سخت ناپسند تھی۔

لکھتی ہیں کہ ہمارے ایک غیر احمدی چچا نے کہا کہ بھابھی ہمیشہ بہت وقار کے ساتھ رہتی ہیں۔ پھر والدہ کا ذکر کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ خالہ اُمی سے بہت محبت تھی اور اکثر کہا کرتی تھیں کہ باجی جان نے مجھے پالا ہے۔ ایک دفعہ ابا جان نے مجھے باجی جان کے سپرد کر دیا اور باجی جان نے اُسے ہمیشہ نبھایا۔ (ہماری والدہ کو چھوٹے بہن بھائی باجی جان کہتے تھے)۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنی ایک خواب کا ذکر کیا۔ بڑی لمبی خواب ہے جس میں حضرت سیدہ سارہ بیگم صاحبہ آئی ہیں اور اَور باتوں کے علاوہ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو کہا کہ آپ مجھ سے خفا ہو گئے ہیں تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کہتے ہیں کہ مَیں نے خواب میں اُن کو جواب دیا کہ تم نے تو مجھے چھیرو (صاحبزادی امۃ النصیر کو گھر میں پیار سے چھیرو کہتے تھے) جیسی بیٹی دی ہے مَیں کیسے خفا ہو سکتا

ہوں۔ (ماخوذ از رؤیا و کشوف سیدنا محمود صفحہ 568 رویا نمبر 598 زیر اہتمام فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ)

اس بات کا بہت خیال رکھتی تھیں کہ آپ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی ہیں اور یہ کہ آپ کی وجہ سے حضور رضی اللہ عنہ کی ذات پر کوئی حرف نہ آئے۔ ایک واقعہ جو آپ نے کئی اجلاسات میں بھی سنایا کہ ایک دفعہ آپ اپنے بھائی کے گھر جا رہی تھیں جو سڑک کے دوسری طرف تھا۔ یعنی ادھر ان کا گھر ہے اور سڑک کے پار بھائی کا گھر تھا کہ سامنے تو بھائی کا گھر ہے جہاں جانا ہے تو آپ نے بجائے اس کے کہ باقاعدہ برقعہ پہنیں اور نقاب باندھیں برقعہ کا نچلا حصہ سر پر ڈال لیا۔ برقعہ کا جو کوٹ ہوتا ہے وہ سر پر ڈال کے گھونگٹ نکال کے چل پڑیں۔ جب گھر سے باہر نکلیں اور سڑک کے درمیان میں پہنچیں تو دیکھا کہ حضرت مصلح موعودؓ بھی سڑک پر تشریف لا رہے ہیں۔ پرانے زمانے کی بات ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ قصرِ خلافت سے اس طرف آ رہے تھے۔ فرماتی ہیں کہ میرے پاس اور کوئی راستہ نہیں تھا۔ چنانچہ مَیں اسی طرح اپنے گھر آ گئی۔ میرا خیال تھا کہ حضور کا دھیان میری طرف نہیں ہوگا۔ اگلے روز جب مَیں ناشتے کے وقت حضور سے ملنے گئیں تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا۔ دیکھو تم ایک قدم آگے بڑھاؤ گی تو لوگ دس قدم آگے بڑھائیں گے۔ پس پردے کا خیال، لحاظ رکھو۔ اس طرح حضرت مصلح موعودؓ تربیت فرمایا کرتے تھے۔ اللہ کرے ان کے بچوں میں بھی اور خاندان کی باقی بچیوں میں بھی اور جماعت کی بچیوں میں بھی پردے کا احساس اور خیال ہمیشہ رہے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے جو مضمون لکھا جس کا مَیں نے ذکر کیا تھا اُس میں آپ لکھتے ہیں کہ امۃ النصیر جو تین ساڑھے تین سال کی عمر کی بچی ہے اور ہر وقت اپنی ماں کے پاس رہنے کے سبب اس سے بہت زیادہ مانوس تھی۔ اپنے بھائی کے سمجھانے کے بعد وہ خاموش سی ہوگئیں جیسے کوئی حیران ہوتا ہے۔ وہ موت سے ناواقف تھیں۔ وہ موت کو صرف دوسروں سے سن کر سمجھ سکتی تھیں۔ نامعلوم اُس کے بھائی نے اُسے کیا سمجھایا کہ وہ نہ روئی، نہ چیخی، نہ چلاّئی، وہ خاموش پھرتی رہی اور جب سارہ بیگم کی لاش کو چار پائی پر رکھا گیا اور جماعت کی مستورات جو جمع ہوگئی تھیں، رونے لگیں تو (صاحبزادی امۃ النصیر) کہنے لگی کہ میری اُمی تو سو رہی ہیں یہ کیوں روتی ہیں؟ میری اُمی جب جاگیں گیں تو مَیں اُن سے کہوں گی کہ آپ سوئی تھیں اور عورتیں آپ کے سرہانے بیٹھ کر روتی تھیں۔

جب ان کی والدہ کی وفات ہوئی ہے تو حضرت مصلح موعودؓ سفر پر تھے اور پیچھے سے اُن کی تدفین ہوگئی تھی۔ حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں کہ جب مَیں سفر سے واپس آیا اور امۃ النصیر کو پیار کیا تو اُس کی آنکھیں پُرنم تھیں لیکن وہ روئی نہیں۔ مَیں نے اُسے گلے لگا کر پیار کیا مگر وہ پھر بھی نہیں روئی۔ حتی کہ مجھے یقین ہو گیا کہ اُسے نہیں معلوم کہ موت کیا چیز ہے۔ مگر نہیں یہ میری غلطی تھی۔ یہ لڑکی مجھے ایک اور سبق دے رہی تھی۔ سارہ بیگم دارالانوار کے نئے مکان میں فوت ہوئیں۔ جب ہم اپنے اصلی گھر دارالمسیح میں واپس آئے تو معلوم ہوا اُس کے پاؤں میں بوٹ نہیں۔ ایک شخص کو بوٹ لانے کے لئے کہا گیا۔ وہ بوٹ لے کر دکھانے کے لئے لایا تو میں نے امۃ النصیر سے کہا تم پسند کر لو۔ جو بوٹ تمہیں پسند ہو وہ لے لو۔ وہ دو قدم تو بے دھیان چلی گئی پھر یکدم رکی اور ایک عجیب حیرت ناک چہرے سے ایک دفعہ اُس نے میری طرف دیکھا اور ایک دفعہ اپنی بڑی والدہ کی طرف (یعنی حضرت اُم ناصر کی طرف) جس کا یہ مفہوم تھا کہ تم تو کہتے ہو جو بوٹ پسند ہو وہ لے لو مگر میری ماں تو فوت ہو چکی ہے۔ مجھے بوٹ لے کر کون دے گا؟ حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں کہ اُس حالت میں وفورِ جذبات سے اُس وقت مجھے یقین تھا کہ مَیں نے بات کی، یہاں وہاں ٹھہرا رہا تو آنسو میری آنکھوں سے ٹپک پڑیں گے۔ اس لئے مَیں نے فوراً منہ پھیر لیا اور یہ کہتے ہوئے وہاں سے چل دیا کہ بوٹ اپنی اُمی جان کے پاس لے جاؤ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ لکھتے ہیں کہ ہمارے گھر میں سب بچے اپنی ماؤں کو اُمی کہتے ہیں اور میری بڑی بیوی اُم ناصر کو اُمی جان کہتے ہیں تو مَیں نے جاتے ہوئے مڑ کر دیکھا تو امۃ النصیر اپنے جذبات پر قابو پا چکی تھیں۔ وہ نہایت استقلال سے بوٹ اُٹھائے اپنی امی جان کی طرف جا رہی تھی۔ بعد کے حالات نے اس امر کی تصدیق کر دی کہ وہ اپنی والدہ کے وفات کے حادثے کو باوجود چھوٹی عمر کے خوب سمجھتی ہے۔

(ماخوذ از میری سارہ، انوار العلوم جلد نمبر 13 صفحہ 187-186)

پھر حضرت خلیفہ ثانیؓ اُن کے لئے دعا کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس ننھی سی کلی کو مرجھا جانے سے محفوظ رکھے۔ وہ اس چھوٹے سے دل کو اپنی رحمت کے پانی سے سیراب کرے اور اپنے خیالات اور اچھے افکار اور اچھے جذبات کی کھیتی بنائے جس کے پھل ایک عالم کو زندگی بخش، ایک دنیا کے لئے موجب برکت ثابت ہوں۔ ارحم الراحمین خدا تُو جو دلوں کو دیکھتا ہے، جانتا ہے کہ یہ بچی کس طرح صبر سے اپنے جذبات کو دبا رہی ہے تیری صفات کا علم تو نامعلوم اسے ہے یا نہیں مگر تیرے حکم پر تو وہ ہم سے بھی زیادہ بہادری سے عامل ہے۔ اے مغیث! مَیں تیرے سامنے فریادی ہوں کہ اس کے دل کو حوادث کی آندھیوں کے اثر سے محفوظ رکھ۔ جس طرح اُس نے ظاہری صبر کیا ہے اسے باطن میں بھی صبر دے۔ جس طرح اُس نے ایک زبردست طاقت کا مظاہرہ کیا ہے تُو اُسے حقیقی طاقت بھی بخش۔ میرے ربّ! تیری حکمت نے اُسے اس کی ماں کی محبت سے اس وقت محروم کر دیا ہے جبکہ وہ ابھی محبت کا سبق سیکھ رہی تھی۔ عشق و محبت کے سرچشمے! تُو اُسے اپنی محبت کی گود میں اُٹھا لے اور اپنی محبت کا بیج اُس کے دل میں بو دے۔ ہاں ہاں تو اسے اپنے لئے وقف کر لے۔ اپنی خدمت کے لئے چن لے۔ وہ تیری، ہاں صرف تیری محبت کی متوالی، تیرے در کی بھکارن اور تیرے دروازے پر دھونی رَمانے والی ہو اور تو اُسے دنیا کی نعمت بھی دے تا وہ لوگوں کی نظروں میں ذلیل نہ ہو۔ باوجود ہر قسم کی عزت کے اُس کا دنیا سے ایسا تعلق ہو جیسا کہ کوئی شخص بارش کے وقت ایک کمرے سے دوسرے کمرے کی طرف جاتے وقت دوڑتا ہوا گزر جاتا ہے۔ (ماخوذ از میری سارہ، انوار العلوم جلد نمبر 13 صفحہ 188-187)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی جو ساری زندگی تھی اس میں نظر آتا تھا کہ یہ دعا حضرت مصلح موعود کی بڑی شان سے پوری ہو رہی ہے۔ اللہ کرے کہ ان کے بچے بھی اس دعا کے مصداق بنیں بلکہ خاندان کے تمام افراد اور جماعت کے تمام افراد اس دعا کے مصداق بننے والے ہوں۔ پھر اپنے تمام بچوں کے لئے حضرت مصلح موعودؓ نے ایک دعا کی جو مَیں سمجھتا ہوں بیان کرنی ضروری ہے۔ مَیں پڑھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کا مصداق پوری جماعت کو بھی بنائے۔ کیونکہ آجکل یہ زمانہ ہے جس میں انشاء اللہ ہم آئندہ فتوحات کے ساتھ داخل ہو رہے ہیں۔ تو اگر یہ ہماری حالت رہے گی تب ہی ہم کامیاب ہو سکتے ہیں۔ آپ کی یہ دعا ہے کہ:

”اے میرے ربّ! اپنے باقی بچوں کو بھی تیرے سپرد کرتا ہوں۔ یہ دنیا کے کُتّے نہ ہوں، یہ تیری جنت کے پرند ہوں۔ یہ دین کے ستون ہوں اور بیت اللہ کے محافظ۔ آسمان کے ستارے جو تاریکی میں گمراہوں کے رہنما ہوتے ہیں۔ چمکنے والا سورج جو تاریکی کو پھاڑ کر محنت، ترقی اور کسب کے لئے راستہ کھول دیتا ہے۔ سوتوں کو جگاتا اور بچھڑوں کو ملاتا ہے۔ یہ محبت کے درخت ہوں جن کے پھل بغض و حسد کی کڑواہٹ سے کلی طور پر پاک ہوتے ہیں۔ یہ راستے کا کنواں ہوں جو سایہ دار درختوں سے گھرا ہوا ہو جس پر ہر تھکا ہوا مسافر ہر واقف اور ناواقف آرام کے لئے ٹھہرتا ہو۔ جس کا ٹھنڈا پانی ہر پیاسے کی پیاس بجھاتا اور جس کا لمبا سایہ ہر بے کس کو اپنی پناہ میں لیتا ہو۔ یہ ظالموں کو ظلم سے روکنے والے، مظلوموں کے دوست، خود موت قبول کر کے دنیا کو زندہ کرنے والے، خود تکلیف اُٹھا کر لوگوں کو آرام دینے والے ہوں۔ وہ وسیع الحوصلہ، کریم الاخلاق اور طویلُ الایادی ہوں۔ جن کا دسترخوان کسی کے لئے ممنوع نہ ہو۔ وہ سابق بالخیرات ہوں۔ ان کا ہاتھ نہ گردن سے بندھا ہوا ہو نہ اس قدر کھلا کہ ندامت و شرمندگی اس کے نتیجے میں پیدا ہو۔ اے میرے ہادی! وہ دین کے مبلغ ہوں۔ اسلام کی اشاعت کرنے والے، مردہ اخلاق کو زندہ کرنے والے، تقویٰ کے مٹے ہوئے راستوں کو پھر روشن کرنے والے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلوان، لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ کے مصداق، ابنائے فارس کی سنت کو قائم رکھنے والے، تیرے لئے غیرت مند، تیرے دین کے لئے سینہ سپر، تیرے رسولوں کے فدائی، پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کے سردار کے حقیقی فرزند، عاشقِ صادق جن کے عشق کی آگ کبھی دھیمی نہ ہوتی ہو۔ اے میرے مالک! وہ تیرے غلام ہوں، ہاں صرف تیرے غلام۔ دنیا کے بادشاہوں کے سامنے اُن کی گردنیں نیچی نہ ہوں لیکن تیرے دربار میں وہ سب سے زیادہ منکسر المزاج ہوں۔ پاک نسلوں کے چھوڑنے والے، دنیا کو معرفت کی راہوں پر چلانے والے، ایک نہ مٹنے والی نیکی کا بیج بونے والے۔ نیکوں کو اور اونچا لے جانے والے، بدوں کی اصلاح کرنے والے، مردہ دلی سے متنفر اور روحانی زندگی کے زندہ نمونے۔ اے میرے حیّ و قیوم خدا! وہ اور ان کی اولادیں اور ان کی اولادیں ابد تک دنیا میں تیری امانت ہوں جس میں شیطان خیانت نہ کر سکے۔ وہ تیرا مال ہوں جسے کوئی چُرا نہ سکے۔ وہ تیرے دین کی عمارت کے لئے کونے کا پتھر ہوں جسے کوئی معمار رَد نہ کر سکے۔ وہ تیری کھنچی ہوئی تلواروں میں سے ایک تلوار ہوں جو ہر شر کو جڑ سے کاٹنے والی ہو۔ وہ تیرے عفو کا ہاتھ ہوں جو گنہگاروں کو معاف کرنے کے لئے بڑھایا جائے۔ وہ زیتون کی شاخ ہوں جو طوفان کے ختم ہونے کی بشارت دیتی ہے۔ ہاں اے حیّ و قیوم خدا! وہ تیرا بگل ہوں جو تُو اپنے بندوں کو جمع کرنے کے لئے بجاتا ہے۔ غرضیکہ وہ تیرے ہوں اور تُو اُن کا ہو یہاں تک کہ اُن میں سے ہر ایک اس وحدت کو دیکھ کر کہہ اُٹھے کہ ؎

من تو شدم تو من شدی، من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نہ گوید بعد ازیں، من دیگرم تو دیگری

آمین ثُمَّ آمِیْن وَ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْن۔

(میری سارہ، انوار العلوم جلد 13 صفحہ 189-188)

یہ وہ دعا ہے جو اللہ کرے کہ جماعت کے ہر فرد پر پوری ہو۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند سے بلند تر کرتا چلا جائے اور ان کے بچوں کو ان کی نصائح پر عمل کرنے کی توفیق دے۔

دوسرا ذکر ہمارے سلسلے کے ایک بزرگ کا ہے جو مکرم مولانا عبدالوہاب احمد صاحب شاہد مربی سلسلہ ابن مکرم مولانا عبدالرحمٰن صاحب مرحوم ہیں۔ عبدالوہاب احمد شاہد صاحب 11 ستمبر 2011ء کو ڈیڑھ ماہ شدید بیمار رہنے کے بعد بقضائے الٰہی وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ عبدالوہاب شاہد صاحب مربی سلسلہ مؤرخہ 5 ستمبر 1943ء کو گوئی ضلع کوٹلی آزاد کشمیر میں پیدا ہوئے۔ وہیں تعلیم حاصل کی۔ 1967ء میں جامعہ احمدیہ سے شاہد کی ڈگری حاصل کی۔ آپ نے پاکستان میں دس مختلف جگہوں پر خدمات سرانجام دیں۔ اس کے بعد 1991ء تا 1999ء نظارت دعوتِ الی اللہ کے تحت مختلف اضلاع میں دعوتِ الی اللہ کے اہم فریضے کی نگرانی کا کام سرانجام دیتے رہے۔ بیرونِ ملک تنزانیہ میں مارچ 1976ء سے اکتوبر 1979ء تک خدمت کی توفیق پائی۔ دوسری دفعہ تنزانیہ میں ہی جولائی 1986ء تک بطور امیر و مشنری انچارج خدمت کی توفیق پائی۔ 1999ء تا دسمبر 2006ء بطور مربی دارالضیافت ربوہ خدمت کی توفیق پائی اور اب اُس کے بعد سے دفتر اصلاح و ارشاد

مرکزیہ میں خدمت سرانجام دے رہے تھے۔ آپ نہایت خوش مزاج، ملنسار اور ہنس مکھ انسان تھے۔ خلافت کے ساتھ والہانہ عشق ومحبت کا تعلق تھا۔ مہمان نواز اور غریبوں کے ہمدرد تھے۔ ہردلعزیز اور پسندیدہ شخصیت تھے۔ علم سے شغف تھا۔ الفضل اور دیگر جرائد میں مضامین لکھتے رہتے تھے۔ چار کتب کے مصنف تھے۔ آپ کے خاندان کے مورث اعلیٰ اور جدامجد دہلی کے پرانے گدی نشین تھے جنہوں نے ہندوستان میں اسلام پھیلایا۔ اُن کی نسل سے حضرت مولانا محبوب عالم صاحب پیدا ہوئے۔ آپ دہلی سے گجرات ہجرت کر کے چک میانہ ڈھلوں میں فروکش ہوئے۔ پھر یہاں سے درس وتدریس کے سلسلے میں کشمیر گئے۔ آپ گوئی کے علاقہ میں تھے جب آپ کو حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کا علم ہوا۔ آپ کہا کرتے تھے کہ یہ ایک مصلح ربانی کی آمد کا وقت ہے۔ امام مہدی کو آ ہی جانا چاہئے۔ اسی خیال میں مستغرق تھے کہ رؤیا میں دیکھا کہ مسیح اور مہدی موعود کا ظہور ہو چکا ہے۔ چنانچہ آپ بغرضِ تحقیق روانہ ہوئے اور اپنے استاد حضرت مولانا برہان الدین صاحب جہلمی سے جا کر ملے اور اپنی رؤیا کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم تو احمدیت قبول کر چکے ہیں۔ آپ بھی علامات کے مطابق پَرکھ لیں۔ ان دنوں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لاہور میں جلوہ افروز تھے۔ آپ لاہور پہنچے اور دستی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ بیعت کر کے جب واپس لوٹے تو آپ کی بہت مخالفت ہوئی لیکن کئی سعید فطرت لوگوں نے آپ کے ذریعے سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی۔

تیسرا وفات یافتہ کا جو ذکر ہے وہ مکرم عبدالقدیر فیاض صاحب چانڈیو مربی سلسلہ ابن مکرم ماسٹر غلام محمد صاحب چانڈیو مرحوم ہیں۔ 8؍ستمبر کو ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآاِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم بچوں کو سکول چھوڑنے جا رہے تھے کہ راستے میں ہارٹ اٹیک ہوا۔ ہسپتال پہنچایا گیا لیکن اللہ کی تقدیر غالب آئی اور وفات پا گئے۔ یکم مئی 1974ء کو شاہد کی ڈگری حاصل کی اور میدانِ عمل میں قدم رکھا۔ پاکستان میں اصلاح و ارشاد مقامی، مرکزیہ اور وقفِ جدید کے تحت چودہ مختلف مقامات پر خدمتِ دین کی خدمت پائی۔ دو مرتبہ بیرونِ ملک تنزانیہ میں بھی خدمت کی توفیق پائی۔ آپ نے مٹھی نگر پارکر میں بطور نائب ناظم وقفِ جدید خدمت کی توفیق پائی اور آجکل کراچی میں تعینات تھے۔ مرحوم نہایت خوش مزاج، نیک سیرت، ہنس مکھ اور بااخلاق انسان تھے۔ جس جماعت میں جاتے ہر ایک کو اپنا گرویدہ بنا لیتے۔ مہمان نواز، غریبوں کے ہمدرد اور ان سے گھل مل کر رہتے تھے۔ آپ کی نمایاں خوبی یہ تھی کہ نہایت صابر وشاکر تھے۔ برداشت کا مادہ بہت زیادہ تھا۔ اگر کوئی تکلیف بھی دیتا تو اُس سے ہمیشہ حسنِ سلوک کرتے اور کبھی بدلہ نہ لیتے۔ خلافتِ احمدیہ سے والہانہ محبت اور عشق کا تعلق تھا اور خلیفہ وقت کے ہر حکم کے آگے سرِ تسلیم خم کرتے اور مکمل اطاعت کرتے اور جماعتوں سے بھی اطاعت کروانے کی کوشش کرتے رہتے۔ مرحوم کا حلقہ احباب بہت وسیع تھا۔ اپنے حلقے میں ہر دلعزیز اور پسندیدہ شخصیت تھے۔ جن جماعتوں میں آپ نے خدمت کی توفیق پائی وہ آج بھی آپ کو بہت اچھے لفظوں میں یاد کرتی ہیں۔ آپ سندھ کے مشہور چانڈیو قبیلے سے پہلے واقفِ زندگی تھے اور سندھی مربیان میں تیسرے واقفِ زندگی تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرماتا چلا جائے۔

چوتھا ذکر مکرم منیر احمد خان صاحب ابن مکرم عبدالکریم خان صاحب کراچی کا ہے جو 7؍نومبر کو چھہتر سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآاِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت حکیم مولوی انوار حسین خان صاحب کے پوتے اور حضرت عبدالرحیم نیر صاحب کے نواسے اور مکرم یحیٰی خان صاحب پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے بھتیجے تھے۔ آپ ایک ذہین اور قابل انجینئر تھے۔ ربوہ میں جو جلسہ ہوتا تھا اس جلسہ سالانہ پر خدمات بجالاتے رہے۔ ربوہ میں جب پہلا روٹی پلانٹ لگا تو آپ کو اس موقعے پر بھی نمایاں خدمت کی توفیق ملی۔ آپ جلسہ سالانہ برطانیہ کے ٹرانسلیشن اور کمیونی کیشن سیٹ اپ میں بھی اپنی خدمت پیش کرتے رہے۔ آپ نے کشتی نوح کے بارے میں تحقیق کی اور اس پر قرآن، بائبل اور زمانہ قدیم کی دیگر کتب کی روشنی میں ایک کتاب مرتب کرنے کی توفیق پائی جو ابھی شائع نہیں ہو سکی۔ کشتی نوح کے متعلق ان کی ریسرچ کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے درس القرآن اور سوال وجواب کی مجالس میں بھی بیان فرمایا ہوا ہے۔ بڑے مخلص، باوفا اور غیروں کی فراخدلی سے مدد کرنے والے نیک انسان تھے۔ موصی تھے۔ ان کی اہلیہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ماموں زاد بہن ہیں۔ یعنی یہ حضرت سید عبدالرزاق صاحب کے داماد تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے، مغفرت کا سلوک فرمائے۔

تمام مرحومین جن کا مَیں نے ذکر کیا ہے، نمازوں کے بعد، انشاء اللہ اُن کا جنازہ غائب بھی ادا کروں گا۔

چندہ دہندگان تحریک جدید بھارت کے بڑھتے قدم

جیسا کہ قارئین کو علم ہے کہ سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 4 نومبر 2011 کو ارشاد فرمودہ اپنے بصیرت افروز خطبہ جمعہ میں تحریک جدید کے سال نو کے بابرکت آغاز کا اعلان فرما چکے ہیں جس میں سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پیش فرمودہ عالمی موازنہ کے مطابق مخلصین جماعت احمدیہ بھارت نے تحریک جدید کے مالی جہاد میں سال 11-2010 کے ٹارگٹ وعدہ جات کے بالمقابل صد فیصد سے زائد وصولی کی گرانقدر قربانی پیش کی ہے اور عالمی معیشت کو درپیش شدید مالی بحران کے باوجود اپنے اعزاز کو بدستور برقرار رکھا ہے۔ جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی طرف سے سال 10-2009 کے بالمقابل 37% اضافہ کے ساتھ پیش کردہ مالی قربانی کے ضمن میں حضور انور نے اپنے محولہ بالا خطبہ جمعہ میں بایں الفاظ خوشنودی کا اظہار فرمایا ہے:۔

’’آج کل جبکہ دنیا مالی بحران کا شکار ہے تو یہ قربانیاں جو احمدی کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کی حمد سے لبریز کر دیتی ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ الفاظ یاد آ جاتے ہیں کہ ’’جماعت کا اخلاص اور محبت اور جوش ایمان دیکھ کر خود ہمیں تعجب اور حیرت ہوتی ہے‘‘۔ ......جس طرح دنیا کے مالی بحران نے چندہ میں کمی نہیں کی، قربانیوں میں کوئی کمی نہیں آئی اسی طرح اللہ کرے کہ یہ مالی بحران ہمارے منصوبوں میں بھی کوئی روک نہ ڈال سکے...... ہندوستان کی جماعتوں نے بھی بہت زیادہ قربانی دی ہے......انڈیا کا گو چھٹا نمبر ہے لیکن نام اس لئے لے رہا ہوں کہ یہ وہ جگہ ہے جس میں قادیان بھی ہے اور اس جگہ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے۔ آپ کا شہر وہاں ہے۔ انڈیا کی جو جماعتیں ہیں اس کے صوبہ جات میں کیرالہ پہلے نمبر پر رہا ہے، تامل ناڈو دوسرے نمبر پر، آندھرا پردیش، جموں کشمیر، بنگال، کرناٹک، اڑیسہ، پنجاب، یوپی اور دہلی ہیں۔ جبکہ جماعتوں میں کیرولائی، کالی کٹ، حیدرآباد، کلکتہ، کنانور ٹاؤن، قادیان نمبر چھ پر، کوئمبٹور، چنائی، پینگاڈی اور دہلی......اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے یہ مبارک کرے اور آئندہ بھی پہلے سے بڑھ کر قربانیوں کی توفیق عطا فرمائے۔ ان سب کے اموال ونفوس میں بے انتہا برکت ڈالے‘‘ (آمین)

اسی طرح محترم انچارج صاحب انڈیا ڈیسک لندن نے بھی اپنے مکتوب بنام وکیل المال تحریک جدید زیر نمبر QND-9118/08.11.2011 میں تحریر فرمایا ہے:۔

’’مالی قربانی کے اس میدان میں انڈیا کی جماعت نے تمام دنیا کی جماعتوں میں اپنی چھٹی پوزیشن امسال بھی برقرار رکھی ہے اور گزشتہ سال کی نسبت اس سال میں 37% کے اضافہ کے ساتھ قربانی کرنے کی توفیق پائی ہے۔ خاکسار اس کامیابی پر آپ کو وکیل اعلیٰ صاحب صدر مجلس تحریک جدید اور تحریک جدید کے جملہ انسپکٹران و کارکنان کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ قربانی کرنے والے تمام احباب کے مال ونفوس میں بے انتہا برکت پیدا فرمائے اور آئندہ بھی ہر ماہ وسال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وطن کی اس پیاری جماعت کو کامیابیاں وکامرانیاں حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ سب کارکنان سلسلہ کو ہمیشہ مقبول خدمت کی توفیق بخشتے ہوئے آپ کی مساعی کو قبول فرمائے اور اپنے خاص فضلوں سے نوازتا رہے۔ آمین‘‘۔

اللہ تعالیٰ جملہ چندہ دہندگان تحریک جدید بھارت کو یہ اعزاز مبارک کرے اور مسابقت فی الخیرات کی اس مقابلہ آرائی میں ہمیشہ اپنے قدم آگے سے آگے ہی بڑھاتے چلے جانے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین۔

(وکیل المال تحریک جدید قادیان)

AEM
M/S ALLIA EARTH MOVERS
(EARTH MOVING CONTRACTOR)
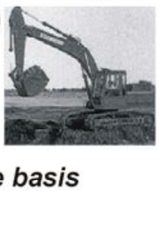
Volvo-290, 210, L&T Komatsu PC-300,200.
Tata Hitachi, Ex 200, Ex 70, JCB, Dozer, etc. on Hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack - 754221
Tel.: 0671 - 2112266, Mob: 9437078266/ 9437032266/ 9438332026/943738063

Tanveer Akhtar 08010090714
Rahmat Eilahi 09990492230
ADEEBA APPAREL'S
Contact for all types Manufacturing of
SUITS & SHERWANI
House No. 1164, Gali Samosaan Farash Khana Delhi- 110005

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900, E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

سیاست کے نام پر

(تنویر احمد ناصر ۔ نائب ایڈیٹر ہفت روزہ بدر قادیان)

جوں ہی سے شاتم رسول ﷺ اور بدنام زمانہ ممنوعہ سیٹینک ورسز کے مصنف سلمان رشدی کے جے پور لٹریچر فیسٹیول میں آنے کی خبر سرخیوں میں آئی تو اخبارات اور ٹی وی چینلوں کا موضوع سخن ہی بدل گیا ہے اکثر سیاسی اور مذہبی دانشور اس موضوع پر الجھتے دیکھے گئے کہ کیا سلمان رشدی کے ہندوستان آنے پر پابندی لگائی جانی چاہیئے یا نہیں۔سب کا اپنا اپنا نقطہ نظر تھا۔کچھ کی رائے یہ تھی کہ اسے ہندوستان آنے نہیں دینا چاہئے کیوں کہ اس سے ایک خاص نقطۂ نظر اور مکتب فکر کے لوگوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچے گی اور لاء اینڈ آرڈر میں گڑ بڑی پیدا ہوسکتی ہے۔کچھ کا کہنا تھا کہ اسے ہندوستان آنے سے روکا نہیں جا سکتا کیونکہ یہ اس کے بنیادی حقوق میں سے ہے۔پابندی اس کی کتاب پر ہے اس پر نہیں (یہ الگ بات ہے کہ فیسٹیول میں ممنوعہ کتاب کے چند اوراق بعض صحافیوں نے پڑھے) بعض کا کہنا تھا کہ جب ایم۔ایف۔حسین نے ہندو دیوی دیوتاؤں کی قابل اعتراض تصویریں بنائی تھیں اس وقت تمام ہندوستان سے کٹر وادی تنظیموں نے مظاہرے کئے تھے اور اس کے ہندوستان نہ آنے کی مانگ کی تھی اور حکومت کو انکے آگے جھکنا پڑا تھا ۔یہاں تک کہ وفات کے وقت اسے اپنے وطن کی زمین بھی نصیب نہیں ہوئی۔یہ tweet بھی آرہی تھی کہ کیا black money کے ڈر سے بینکوں کو بند کیا جا سکتا ہے؟ سر درد کا علاج سر قلم کرنا نہیں ہوسکتا۔بعض نے یہ بھی کہا کہ کیا ہمارے ملک ہندوستان کی تہذیب اتنی کمزور ہے کہ کسی انسان کے یہاں آنے اور اس کی کتاب کے شائع ہونے سے اس میں بگاڑ پیدا ہو جائے؟ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ سلمان رشدی پر پابندی لگائی جانی چاہیئے تھی یا نہیں اس سلسلے میں عرض ہے کہ کسی انسان کے افکار و خیالات کا جواب دینے کا یہ طریق نہیں کہ اس پر بین لگا دیا جائے۔سوال یہ ہے کہ بین لگانے کی ضرورت کیوں پیش آئی کیا یہ معاملہ اس سے پہلے حل نہیں کیا جانا چاہیئے تھا یعنی بین الاقوامی طور پر ایسے اصول مرتب کئے جائیں جن میں کسی بھی انسان کو یہ حق حاصل نہ ہو کہ وہ کسی فرد واحد یا جماعت کے ذاتی یا مذہبی جذبات سے کھیلے یا ان کے خلاف گندی زبان استعمال کرے اور اس قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں کو سخت سے سخت سزا دی جائے۔لیکن عملاً ہوتا کیا ہے کہ اکثر ایسا مواد سامنے آجاتا ہے اور پھر شروع ہوتا ہے سیاسی دنگل۔لکھنے والے نے تو اپنی گندی ذہنیت کا ثبوت دیا لیکن ہمارے یہ سیاسی اور مذہبی رہنما آپس میں ایک دوسرے کا سر پھوڑنے لگ جاتے ہیں۔سانپ کے نکل جانے کے بعد اس کے نشان پر لاٹھی مارنے سے خاک ہی ہاتھ آئے گی۔اب جبکہ اُس کی متنازعہ ہندوستان آمد اور فیسٹیول میں ہونے والے Live ویڈیو کانفرنسنگ پر پابندی لگ چکی ہے، ہم اس سارے تنازعہ کا جائزہ لیتے ہیں تو سوائے ایک سیاسی جنگ کے اور کچھ نظر نہیں آتا کوئی ایسی بات نہیں ملتی جس سے عوام کو اُس کے حقیقی مفادات کے حصول کی راہ ہموار ہوتی نظر آتی ہو۔

ہمارے ہندوستانی سیاسی اور مذہبی رہنماؤں کو ایک بات سمجھ میں نہیں آرہی یا وہ جان بوجھ کر انجان بنے رہنا چاہتے ہیں کہ وطن عزیز ہندوستان ظاہری طور پر آزاد ہونے کے باوجود بے شمار غلامی کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے جس میں فرقہ واریت اور مفاد پرستی کی کڑیاں ہیں اور اس فرقہ پرستی اور مفاد پرستی کا فائدہ مغربی طاقتیں اٹھانا چاہتی ہیں۔پوری دنیا جانتی ہے کہ ہندوستان مذہبی، سیاسی ثقافتی اور فنی اعتبار سے دنیا کی رہنمائی کرنے کا اہل ہے اور مغربی طاقتیں اس بات سے ہمیشہ خائف رہتی ہیں کہ اگر ہندوستان میں تعمیری قوتیں فروغ پائیں گی تو دنیا پر ایک اعتبار سے اُن کی اجارہ داری ختم ہو جائے گی۔اسی وجہ سے کبھی وہ مذہب کے نام پر اور کبھی سیاست کے نام پر لیڈروں کو الجھاتے رہتے ہیں تا کہ وہ اس ملک کی تعمیری قوتوں کے فروغ کی طرف اپنا دھیان نہ دے پائیں۔ہمارے سیاست دان ملک کی سیاست پر اپنی اجارہ داری قائم کرنے اور چند سالوں کے لئے اپنی اپنی جیبیں بھرنے کی خاطر یہ بھول جاتے ہیں کہ ہمارا اس ملک کے تیئں بھی کچھ فرض ہے اور ان کی اس خود غرضی کی ملک کو قیمت چکانی پڑتی ہے۔اب عین ان دنوں میں جب کہ ملک کے پانچ صوبوں میں انتخابات ہونے والے ہیں ملک کے سیاست دان اور مذہبی رہنما ملک کی ترقی اور مفاد کی بات کرنے کی بجائے سلمان رشدی کی مسئلے میں الجھے پڑے ہیں تا کہ عوام کا دھیان ان کی گذشتہ پانچ سالہ کاروائی سے ہٹ کر دوسری طرف ہو جائے اور وہ اپنا خود غرضانہ کھیل کھیلتے رہیں۔جبکہ یہ وقت ہے جب عوام کو اس بات کا جائزہ لینا چاہیئے کہ گذشتہ پانچ سالوں میں ہمارے سیاسی لیڈروں نے اپنے وعدوں کو پورا کیا یا نہیں اور اس کا بغور جائزہ لیکر وہ اپنے اگلے نمائندہ کو چنیں۔

پھر یہ کہا گیا کہ اگر سلمان رشدی آئیگا تو لا اینڈ آرڈر کے بگڑنے کا خطرہ ہے۔سوال یہ ہے کہ اس کے ہندوستان میں نہ آنے کی صورت میں لاء اینڈ آرڈر کی پوزیشن کیا ہے؟۔کیا پورے ملک میں لاء اینڈ آرڈر اپنی اعلیٰ ترین صورتوں میں نافذ ہے۔جبکہ لاء اینڈ آرڈر نافذ کرنے والوں میں سے بعض پر بدعنوانی کے الزامات لگے ہوئے ہیں ہم آئے دن اخبارات میں پڑھ رہے ہیں کہ اکثر سیاسی پارٹیاں داغی امیدواروں کو ٹکٹ دے رہی ہیں۔کیا انتخابات میں فتح حاصل کرنے کے بعد وہ داغی اُمیدوار ملک کی ترقی میں کماحقہ تعاون دے سکتے ہیں؟

ملک میں بے شمار ایسے مسائل ہیں جن پر صحت مند بحث کر کے ان کا حل تلاش کیا جا سکتا ہے لیکن اکثر ایسا ہوتا ہے میزبان بحث کے نام پر ایک موضوع کو اٹھا کر نیشنل چینلز پر الزامات، بہتان تراشی اور ایک دوسرے پر چھینٹا کشی کی طرح ڈال دیتے ہیں اور بالآخر یہ بحث بلا کسی نتیجہ کے ختم ہو جاتی ہے اور ناظرین کا نہایت قیمتی وقت برباد ہو جاتا ہے۔

اس ضمن میں میڈیا کو ایک مثبت کردار ادا کرنا ہوگا بیشمار ایسے معاملات ہوتے ہیں کہ اگر میڈیا اس کی غیر ضروری تشہیر نہ کرے تو لوگوں کو پتہ ہی نہ چلیں۔مثلاً بعض متعدی بیماریوں کو نیوز چینلز والے اس خوفناک طریق پر بیان کرتے ہیں کہ عام آدمی کا جینا حرام کر دیتے ہیں۔اب بھی یہی ہوتا رہا۔لٹریچر فیسٹیول جس کے نام پر یہ سارا تنازعہ کھڑا ہوا وہ تو دور دور تک کہیں نظر نہیں آیا اور یہ سیاسی اور مذہبی رہنماء عوام کی رہنمائی کرنے کی بجائے بالکل لاتعلق موضوعات پر الجھ کر اپنی سیاسی روٹیاں سینکنے میں لگے رہے۔اس سے ان کی مفاد پرستی ظاہر ہو رہی ہے۔

جہاں تک مذہب کا تعلق ہے اس معاملے میں مسلمانوں کو وسعت قلبی کا مظاہرہ کرنا چاہیئے۔فرد واحد یا اُس کی کسی ناپاک تحریر پر پابندی لگانے کا مطالبہ کرنے کی بجائے اس کا معقول رنگ میں جواب دینا چاہیئے لیکن اکثر ہوتا کیا ہے مسلمان اپنے نام نہاد لیڈروں کی انگیخت پر بھڑک اُٹھتے ہیں اور اُٹھ کر مظاہرے توڑ پھوڑ، آگ زنی کی وارداتیں شروع کر دیتے ہیں جس سے اسلام دشمن طاقتوں کو اسلام کو بدنام کرنے کا موقع ہاتھ آجاتا ہے۔یہ بات ایک سادہ لوح مسلمان کیلئے نہایت حیران کن ہے کہ یہی نام نہاد علماء اور اُن کے ہمنوا ہیں جو اسلام کے خلاف ہونے والی سازشوں سے برہم ہو کر بھڑک اُٹھتے ہیں اور جب احمدی اللہ اور اس کے رسول اور اسلام سے محبت کا دم بھرتے ہیں اور معقول رنگ میں ان فتنوں اور سازشوں کے خلاف اپنی ایمانی غیرت کا اظہار کرتے ہیں تب بھی ان کو شدید تکلیف پہنچتی ہے۔پڑوسی ملک میں احمدیوں کے خلاف نافذ کیا جانے والا آرڈیننس اس کی جیتی جاگتی مثال ہے۔جس کے تحت وہاں احمدیوں کے لئے بنیادی ارکانِ اسلام ادا کرنے پر بھی قانونی پابندی ہے۔ایک حق کے طالب کیلئے یہ فیصلہ کرنا مشکل نہ ہوگا کہ ان کا یہ ردعمل اسلام سے ان کی سچی محبت کا آئینہ دار ہے یا دوغلے پن یا بے ایمانی کا۔دنیا بھر کے مسلمانوں کو احمدیوں کے پاک نمونہ کو اپنانا چاہیئے جو اسلام دشمن طاقتوں کے خلاف تشدد کی بجائے نہایت اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسلام کا حسین چہرہ دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہیں اور وہاں پیغام حق پہنچا رہے ہیں جہاں سے دنیا بھر کے اِسلام دشمنوں کو پیغام پہنچ سکتا ہے۔بانئ جماعت احمدیہ اور آپ کے خلفاء نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہونے والے ناپاک الزامات کے دفاع کا جو طریق بتایا اُسے اپنا کر آج جماعت احمدیہ دنیا بھر میں آپ کے پاکیزہ اخلاق سے دنیا کو روشناس کرا رہی ہے اور لوگ انہیں اپنا رہے ہیں۔چنانچہ حال ہی میں مکرم شریف عودہ صاحب امیر جماعت احمدیہ کبابیر کو پوپ صاحب کی خدمت میں قرآن مجید کا تحفہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کی توفیق ملی جس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے پوپ صاحب سے کہا کہ آپ ایک آواز رکھتے ہیں جب ہمارے پیارے نبی ﷺ کے خلاف گندی زبان استعمال کی جاتی ہے اور آپ ﷺ کو برے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے تو ہمارے دلوں کو شدید تکلیف پہنچتی ہے آپ نے پوپ صاحب کو کہا کہ ہمیں اس بارے میں مل کر یہ راہ ہموار کرنی ہوگی کہ کسی کے مذہبی رہنما کو برے القاب سے یاد نہ کیا جائے۔اب یہ تو پوپ صاحب کی صوابدید پر ہے کہ انہوں نے اپنے پیروکاروں کو اس پیغام سے مطلع کیا یا نہیں لیکن اس سے دنیا بھر کے مسلمانوں کو یہ سبق ضرور ملتا ہے کہ احتجاج کا طریق کیا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس سلسلہ میں جو پاک اُسوہ پیش فرمایا وہ آپ کے ایک شعر سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ۔

عدو جب بڑھ گیا شور و فغاں میں
نہاں ہم ہوگئے یارِ نہاں میں

غرض یہ کہ ہندوستان کے سیاسی اور مذہبی رہنماؤں کو یہ بات سمجھ لینی چاہیئے کہ وطن عزیز ہندوستان کے دشمن ہرگز اس بات کو برداشت نہیں کر سکتے کہ یہ ترقی کرے اور اس کی نیک نامی ہو اس لئے آج ہمیں ایسے موضوعات پر غور کرنے کی ضرورت ہے جس سے ملک اور قوم کی تعمیری قوتیں فروغ حاصل کریں نہ کہ فرقہ واریت اور مفاد پرستی میں پڑ کر دوسروں کا آلہ کار بنیں۔

☆☆☆

جماعتی تقاریب اور جلسے

احباب جماعت درج ذیل تاریخوں کے مطابق جماعتی تقاریب اور جلسوں کو پورے وقار اور شان وشوکت کے ساتھ منعقد کریں۔اگر کسی تقریب/ جلسے کو اُسکی معین تاریخ میں منعقد کیا جانا ممکن نہ ہو تو اپنے حالات کے مطابق منعقد کر کے نظارت اصلاح وارشاد میں رپورٹ بھجوائیں۔

تفصیل تقاریب و جلسے:-☆- سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم 5/فروری 2012ء

☆- یوم مصلح موعودؓ	20/فروری	☆- یوم مسیح موعود علیہ السلام	23/مارچ
☆- یوم خلافت	27/مئی	☆- ہفتہ قرآن مجید	یکم تا 7/جولائی

☆-ہر سہ ماہی میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک جلسہ منعقد کریں۔

☆-ہر ماہ کم از کم ایک تربیتی جلسہ منعقد کر کے، نماز باجماعت، تلاوت قرآن مجید، MTA سے استفادہ اور اطاعت نظام جیسے اہم ترین موضوعات پر تقاریر کروائیں۔ (ناظر اصلاح وارشاد قادیان)

اذکروا موتاکم بالخیر:

افسوس محترمہ ہدایت النساء صاحبہ
اہلیہ محترم خواجہ دین محمد صاحب درویش انتقال فرماگئیں

خاکسار کی والدہ محترمہ ہدایت النساء صاحبہ مرحومہ اہلیہ محترم خواجہ دین محمد صاحب درویش مرحوم یکم جنوری 1940ء کو صوبہ اڑیسہ کے گاؤں کیرنگ میں پیدا ہوئیں۔آپ کے والد کا نام محترم عبدالمنان خان صاحب تھا جو کہ ایک جاگیردار تھے اور پرانے احمدیوں میں سے تھے۔والدہ محترمہ کی پہلی شادی محترم بشیر احمد سندھی درویش مرحوم سے 1953ء میں ہوئی۔ان سے آپ کے تین بیٹے اور ایک بیٹی ہوئی۔ایک بیٹا13 سال کی عمر میں فوت ہوگیا۔دو بیٹے اور ایک بیٹی شادی شدہ ہیں اور بیٹے بفضلہ تعالیٰ سلسلہ کی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔محترم بشیر احمد سندھی صاحب مرحوم جلسہ سالانہ ربوہ 1960ء میں شرکت کے لئے گئے اور وہیں وفات پا گئے۔آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔

والدہ محترمہ کی دوسری شادی خاکسار کے والد محترم خواجہ دین محمد صاحب درویش مرحوم سے 1963 میں ہوئی۔ان سے ان کے چھ بچے، چار بیٹے اور دو بیٹیاں ہوئے۔تین بیٹے اور دو بیٹیاں شادی شدہ ہیں۔ایک بیٹا ابھی غیر شادی شدہ ہے۔تینوں بیٹے بفضلہ تعالیٰ سلسلہ احمدیہ کی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

والدہ محترمہ کی شادی کے تعلق سے ایک ایمان افروز واقعہ عرض ہے کہ جب محترم عبدالعظیم صاحب درویش مرحوم اپنی شادی کے سلسلہ میں اڑیسہ گئے تو اپنے ساتھ محترم بشیر احمد سندھی صاحب درویش (والد مرحوم) کو بھی لے گئے۔بعد شادی دونوں بزرگان کیرنگ اڑیسہ گئے وہاں کے صدر جماعت والدہ صاحبہ کے تایا تھے،عبدالعظیم صاحب نے محترم بشیر احمد صاحب سندھی (والد محترم) کی شادی بارے میں ان سے بات کی۔محترم صدر صاحب جماعت احمدیہ کیرنگ والد صاحب کو ساتھ لے کر پورے گاؤں میں گئے پورا گاؤں اللہ کے فضل سے احمدی ہے اور تقریباً ہر فرد سے مل کر ان کی شادی کے بارے میں بات کی۔مگر تمام افراد نے یہ کہتے ہوئے انکار کر دیا کہ یہ تو درویش ہیں ان کو تو اپنے کھانے کیلئے کچھ نہیں ہے ہماری بچی کو کہاں سے کھلائیں گے۔اس کے بعد جب ایک دوست سے رشتہ کے تعلق سے بات چیت ہوئی تو انہوں نے صدر صاحب جماعت احمدیہ کیرنگ کو کہا کہ اگر آپ کو ان کی شادی کی اس قدر فکر ہے تو آپ اپنی بیٹی کی شادی ان کے ساتھ کیوں نہیں کر دیتے۔یہ بات سنتے ہی صدر صاحب نے کہا کہ میں تو صرف یہی سننے کا انتظار کر رہا تھا۔ہاں میں اپنی بیٹی کی شادی اس نیک درویش کے ساتھ کردوں گا۔اس طرح خاکسار کی والدہ کی شادی عمل میں آئی۔رشتہ ہونے کے بعد والدہ محترمہ کی دادی اپنے شوہر سے ناراض ہوگئیں۔پھر بھی دادی جان نے والدہ محترمہ کو یہ نصیحت کی کہ چونکہ اس درویش کے پاس کچھ نہیں ہے اسے اپنے کھانے کا تو پتہ نہیں تمہیں کہاں سے کھلائے گا۔مگر کبھی اپنے شوہر کو تنگ نہ کرنا جو کما کر لائے کھا لینا۔اگر کچھ کھانے کو نہ ہو تو کمرے کے کونے میں دعائیں کرنا۔

شادی ہونے کے بعد جب والدہ محترمہ اپنے وطن کیرنگ گئیں تو تمام رشتہ داروں سے ملاقات کرتے ہوئے اس بات کا اظہار بھی کیا کہ بے شک میں یہاں لاڈ پیار سے پلی تھی اور شادی کے بعد بیشک ایک غریب گھر میں گئی ہوں۔یہ محض اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے کہ اس خدائے رحیم نے مجھے اس پیاری بستی قادیان میں رہنے کا شرف عطا کیا۔اس مسیح الزمان کی بستی میں دعائیں کرنے کا موقعہ دیا۔یہاں جو سکون ہے وہ کہیں اور نہیں ہے والدہ محترمہ نے اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ انہیں الفاظ کے ذریعہ نصیحت کی اور اپنی زندگیوں کو دعاؤں کے ذریعہ گزارنے کی تلقین کی۔والدہ محترمہ ماہ ستمبر کے شروع میں اپنے رشتہ داروں سے ملنے کی غرض سے اپنے بیٹے اور بیٹی کے ساتھ صوبہ اڑیسہ گئیں تھیں۔مورخہ 9نومبر کو اپنے بھائی کے ساتھ شہر سے گاؤں واپس موٹر سائیکل پر آرہی تھیں۔اچانک راستہ میں ایک سائیکل سوار موٹر سائیکل کے سامنے آگیا اور موٹر سائیکل کنٹرول سے باہر ہو جانے کی وجہ سے دونوں بھائی بہن گرگئے دونوں کے سر میں چوٹ آئی اور شدید زخمی ہوگئے۔دونوں کو فوری طور پر ہسپتال میں بھرتی کروایا گیا۔لیکن خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا۔مورخہ 9 نومبر کو رات 10 بجے والدہ محترمہ کی وفات ہوگئی اناللہ وانا الیہ راجعون اور اگلے روز مورخہ 10 نومبر 2011 کو ان کے بھائی کی بھی وفات ہوگئی۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔اور مورخہ 11.11.11 کو والدہ محترمہ کی نماز جنازہ،جنازہ گاہ بہشتی مقبرہ قادیان میں ادا کی گئی اور تدفین عمل میں آئی۔اسی طرح میرے ماموں جان مکرم رفیق الدین خان صاحب کی نماز جنازہ اور تدفین کیرنگ میں مورخہ 11.11.11 کو بعد نماز عشاء عمل میں آئی۔

والدہ محترمہ نہایت صابر و شاکر،صوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں۔خلافت سے بہت محبت تھی،خدمت خلق کا جذبہ رکھتی تھیں۔ہر چھوٹے بڑے کے ساتھ خندہ پیشانی کے ساتھ ملتیں۔اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور اپنی رحمت کی چادر میں ڈھانپ لے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔آمین۔

پسماندگان میں مکرمہ امۃ الرشید صاحبہ،مکرم رفیق احمد سندھی صاحب کارکن نظارت تعلیم۔مکرم شفیق احمد سندھی صاحب کارکن لنگر خانہ۔مکرمہ امۃ الہادی صاحبہ،مکرمہ امۃ الباری صاحبہ،مکرم خواجہ عزیز احمد صاحب کارکن نور ہسپتال،مکرم خواجہ طاہر احمد صاحب کارکن نظامت جائیداد،مکرم خواجہ سلطان احمد صاحب خاکسار خواجہ زبیر احمد کارکن نظارت اصلاح وارشاد ہیں۔ (خواجہ زبیر احمد۔کارکن دفتر اصلاح وارشاد قادیان)

23ویں مجلس شوریٰ بھارت کے متعلق ایک ضروری اعلان

سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ بھارت کی 23ویں مجلس شوریٰ کے لئے 25-26 فروری بروز ہفتہ،اتوار 2012ء کی منظوری مرحمت فرمائی تھی۔قبل ازیں 25-26 فروری کی بجائے 18-19 کی تاریخوں کا اعلان ہوتا رہا ہے۔لہٰذا تصحیح کے بعد یہ اعلان زونل اُمراء اور صدر صاحبان جماعت احمدیہ بھارت کی خدمت میں کیا جاتا ہے کہ براہ مہربانی اس تصحیح کو نوٹ کر لیں۔شوریٰ کی تاریخیں جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے 25-26 فروری 2012ء مقرر ہیں۔اس کے مطابق تیاری کریں۔جزاکم اللہ۔

(دفتر نظارت اصلاح وارشاد۔سیکرٹری مجلس شوریٰ بھارت)

ایم ٹی اے کے ذریعہ دعوت الی اللہ کی طرف توجہ کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

”اب تو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے اپنی طرف بلانے کیلئے راستے بھی آسان کر دیئے ہیں آج اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دنیا کے کونے کونے میں اپنا پیغام پہنچانے کیلئے ذریعہ اور وسیلہ بھی مہیا کر دیا ہے۔آج مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے ذریعہ سے 24 گھنٹے یہی کام ہو رہا ہے۔24 گھنٹے اس کام کیلئے وقف ہیں۔پس اگر اپنے علم میں کمی بھی ہے تو اس کے ذریعہ سے فائدہ اُٹھایا جا سکتا ہے۔ضرورت توجہ کی ہے۔لوگوں کے دلوں میں بے چینی پیدا ہو چکی ہے پس ہمیں بھی اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔وسائل بھی میسر ہیں اس لئے درخواست ہے کہ توجہ کریں“ (خطبہ جمعہ فرمودہ 4 جون 2004) (ناظر دعوت الی اللہ قادیان)

زونل اُمراء اور سرکل انچارج صاحبان توجہ فرمائیں

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے تمام مبلغین و معلمین کرام کیلئے اخبار بدر جاری کئے جا چکے ہیں۔اگر اب تک آپ کے زون و سرکل میں کسی مبلغ و معلم صاحب کے نام اخبار بدر جاری نہ ہوا ہو تو فوری ان کے مکمل ایڈریس کے ساتھ نظارت اصلاح وارشاد کو مطلع کریں تا کہ ان کے نام اخبار بدر جاری کیا جا سکے۔جزاکم اللہ۔ (ناظر اصلاح وارشاد قادیان)

اصلاحی کمیٹیاں متوجہ ہوں

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے تمام جماعتوں میں اصلاحی کمیٹیاں قائم ہیں جن جماعتوں میں اب تک اصلاحی کمیٹیاں قائم نہیں ہوئیں ہیں زونل امراء کرام ان کے قیام کی طرف توجہ فرمائیں۔

اسی طرح اصلاحی کمیٹیوں کے صدر صاحبان باقاعدگی سے اصلاحی کمیٹی کا اجلاس بلایا کریں اور ایک تو قومی طور پر جماعتوں میں تنازعات وغیرہ کو ختم کرنے کی کوشش کیا کریں دوسرے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حالیہ ارشاد کی روشنی میں اپنی اپنی جماعتوں میں ☆نماز باجماعت۔☆ایم ٹی اے پر لائیو خطبہ جمعہ حضور انور۔☆اور مساجد میں درس و تدریس کے انتظامات کی خصوصی نگرانی کریں۔جزاکم اللہ۔

(ناظر اصلاح وارشاد قادیان)

ضروری اعلان

احباب جماعت جو اپنا کوئی مضمون نظم بدر میں شائع کرنے کیلئے بھجوائیں وہ اپنی جماعت کے صدر/امیر کی سفارش کے ساتھ ہی آئندہ بھجوایا کریں اور جماعت کا رکن ہونے کی صورت میں اپنے دفتر کے افسر کی سفارش کے ساتھ بھجوایا کریں۔ (ایڈیٹر بدر)

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز

Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

’الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ‘ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں

تیلگو اور اُردو لٹریچر فری دستیاب ہے

فون نمبر: 0924618281,04027172202

09849128919, 08019590070

منجانب: ڈیکو بلڈرز حیدرآباد۔ آندھراپردیش

نتیجہ انعامی مقالہ 2011

گزشتہ سال نظارت تعلیم کی جانب سے زیر عنوان مقالہ ’’اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بھرشٹا چار کو کس طرح دور کیا جاسکتا ہے کا اعلان کیا گیا تھا اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کے ساتھ کل پندرہ طلباء نے اس میں حصہ لیا۔ ان میں سے مندرجہ ذیل نے اوّل، دوم، سوم پوزیشن حاصل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ پوزیشن حاصل کرنے والوں کو یہ اعزاز مبارک کرے۔ نیز جن افراد نے اس علمی پروگرام میں حصہ لیا ہے اللہ تعالیٰ ان تمام کی علمی صلاحیتوں کو مزید بڑھائے۔ **نتیجہ** : اوّل: مکرمہ نصرین سرفراز صاحبہ حیدرآباد۔ دوم: مکرم کلیم احمد ناصر صاحب، قادیان۔ سوم: مکرمہ سیدہ سعدیہ حمید صاحبہ سونگڑہ اڑیسہ، مقالہ میں اول دوم اور سوم آنے والوں کو علی الترتیب پانچ ہزار، چار ہزار اور تین ہزار روپے نقد انعام دیا جائے گا۔ (شیراز احمد۔ ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان)

جلسہ سیرت النبی ﷺ

مورخہ 20 نومبر 2011 کو خانپور سرکل امرتسر پنجاب میں جلسہ سیرت النبیؐ زیر صدارت محترم سلطان احمد ظفر صاحب پرنسپل جامعۃ المبشرین قادیان منعقد کیا گیا جس میں پورے سرکل کی تمام جماعتوں سے کل 300 افراد نے شرکت کی جس میں خانپور کے مقامی غیر مسلم احباب بھی کثیر تعداد میں شامل ہوئے۔ جلسہ کی کاروائی تلاوت قرآن پاک سے شروع ہوئی بعد ازاں ایک نظم ہوئی جلسہ کی پہلی تقریر مکرم امیر خان صاحب دڑے والی نے کی موصوف نے جماعت احمدیہ ہی حقیقی اسلام ہے کے موضوع پر روشنی ڈالی۔ دوسری تقریر مکرم مبشر احمد عامل صاحب مربی نے کی۔ آپ نے اسلام کے بنیادی ارکان اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اخلاق حسنہ پر بیان کی۔ اس کے بعد مکرم تنویر احمد خادم صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد نے خدا تعالیٰ کی ہستی اور نماز کی اہمیت کے متعلق تقریر کی۔ بعد ازاں مکرم ترسیم سنگھ ممبر پنچایت نے جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا۔

آخر پر صدارتی خطاب اور دُعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (مبارک احمد سرکل انچارج امرتسر)

عثمان آباد: مورخہ 26.11.11 کو احمدیہ مسجد عثمان آباد میں جلسہ سیرت النبیؐ کا انعقاد کیا گیا جلسہ کی کاروائی کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر ودرس کے بعد جلسہ کی کاروائی شروع ہوئی جس کی صدارت محترم عبد العظیم صاحب نے کی۔ جلسہ میں پانچ تقاریر آنحضرت ﷺ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر ہوئیں۔ آخر پر صدارتی خطاب اور دُعا کے ساتھ جلسہ کی کاروائی اختتام پذیر ہوئی۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ اس جلسہ کے بہترین نتائج ظاہر فرمائے۔ (عبدالقیوم ناصر۔ عثمان آباد)

تیماپور: مورخہ 27 نومبر 2011 کو بمقام مسجد حسن تیماپور میں بعد نماز مغرب وعشاء زیر صدارت مکرم محمود احمد کمن گڈی صدر جماعت احمدیہ تیماپور جلسہ سیرۃ النبی ﷺ منعقد ہوا۔ جلسہ میں مقررین حضرات نے سیرت آنحضرت صلعم کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ آخر میں خاکسار نے ختم نبوت کی حقیقت کے عنوان پر تقریر کی۔ دُعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (نور الحق خان مبلغ سلسلہ تیماپور کرناٹک)

کانپور: مورخہ 25.9.11 کو محترمہ شاہدہ پروین صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ کانپور کی زیر صدارت جلسہ سیرت النبیؐ منعقد کیا گیا۔ اس موقعہ پر سیرت آنحضرتؐ کے موضوع پر نعت اور تقاریر ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین۔ (شائقہ پروین سیکرٹری لجنہ کانپور)

ہفتہ قرآن

موریاکنی : مورخہ 24.9.11 تا 30.9.11 جماعت احمدیہ مریاکنی میں ہفتہ قرآن مجید منعقد کیا گیا۔ صدر جماعت کے ایا موسائر صاحب نے افتتاحی تقریر کی۔ بعد ازاں مبلغین ومعلمین کرام نے قرآن مجید کے مختلف عناوین پر تقاریر کیں۔ ماہ رمضان میں قرآن مجید ناظرہ وباترجمہ پڑھنے والے احباب کی حوصلہ افزائی کی گئی۔ اس موقع پر چار بچیوں کی تقریب آمین ہوئی۔ (پی محمد یوسف معلم سلسلہ مریاکنی کیرلہ)

اجلاس واقفینِ نو

بنگلور: مورخہ 26 اکتوبر 2011 کو صبح گیارہ بجے احمدیہ مسجد ولسن گارڈن میں واقفین نو بچوں کا تربیتی اجلاس منعقد کیا گیا۔ سب سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا ایک خطبہ وقف نو کی ذمہ داریوں کے متعلق سنایا گیا۔ خطبہ کے بعد نصاب کا امتحان لیا گیا۔ اس کلاس میں کل 14 بچوں نے شرکت کی اور دو گھنٹہ تک کلاس جاری رہی۔ اللہ تعالیٰ اس کلاس کے بہترین نتائج ظاہر فرمائے آمین۔ (محمد کلیم خان مبلغ انچارج بنگلور)

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.

Love For All, Hatred For None

AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143

JMB

جلسہ پیشوایان مذاہب وامن کانفرنس جموں کشمیر

مورخہ 20 نومبر 2011 کو جماعت احمدیہ جموں کشمیر کو پہلی مرتبہ جموں شہر میں تمام مذاہب کی امن کانفرنس منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اس روحانی پروگرام کا انعقاد امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری اور دُعاؤں کے ساتھ تری کٹانگر کے ایک وسیع ہال میں ہوا۔ ٹھیک دس بجے کانفرنس کی کاروائی زیر صدارت مکرم مولانا ظہیر احمد خادم صاحب ناظر دعوت الی اللہ بھارت منعقد ہوئی۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن پاک مع ترجمہ سے ہوا جو کہ مکرم مولوی عبدالوکیل نیاز صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد نے کی۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد نے ادا کئے۔ بعدہ مکرم گلزار احمد ملک صاحب نے نظم پیش کی اس کے بعد مکرم غلام احمد اسماعیل صاحب مبلغ سلسلہ پونچھ نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انگریزی زبان میں روح پرور پیغام پڑھ کر سنایا۔

اس پیغام کا اردو ترجمہ مکرم مولانا عنایت اللہ صاحب نے پیش کیا۔ اس کے بعد پروگرام کے مطابق خاکسار نے تعارفی تقریر کی۔ اس کے بعد عیسائی دھرم کے نمائندہ مکرم بیجو ایم بی صاحب نے امن کے متعلق عیسائیت کی تعلیم پیش کی۔ دوسری تقریر ہندوازم کے نمائندہ مکرم ڈاکٹر گیان سنگھ صاحب نے کی موصوف نے امن کے متعلق ہندو مذہب کی تعلیم پیش کی۔ تیسری تقریر اسلام کی جانب سے مرکزی نمائندہ مکرم شیخ مجاہد احمد شاستری صاحب ایڈیٹر اخبار بدر قادیان نے کی۔ جس میں موصوف نے اسلام کی حسین امن بخش تعلیم پیش کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات پیش کئے اس کے بعد سکھ ازم کے نمائندہ مکرم سردار نرندر سنگھ صاحب نے سکھ ازم کا امن کے ضمن میں نقطہ نگاہ پیش فرمایا۔ بعدہ خاکسار نے تمام احباب کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے اس کانفرنس کو کامیاب بنانے میں بھرپور تعاون دیا تھا۔ اس کے بعد مکرم کے راشد احمد صاحب مبلغ سلسلہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام پیش کیا۔ پروگرام کے آخر میں مکرم مولانا ظہیر احمد خادم صاحب ناظر دعوت الیٰ اللہ بھارت نے صدارتی خطاب فرمایا اور کانفرنس کی تمام تقاریر کا خلاصہ بیان کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد قیام امن بیان کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کا موقف بیان فرمایا آخر پر صدر جلسہ نے دعا کروائی اور اس طرح یہ روحانی پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

دوران پروگرام مولانا برہان احمد ظفر صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القرآن وقف عارضی نے میڈیا واخباری نمائندوں کے ساتھ پریس کانفرنس کی۔ پروگرام کے بعد تمام مہمانان کرام کی تواضع کا انتظام تھا۔ اس کانفرنس میں چھ صد پچاس سے زائد افراد نے شمولیت کی۔ پروگرام کو لوکل ٹی وی چینل اور نیشنل چینل نے بھی نشر کیا نیز اخباری صحافی بھی تشریف لائے اور جماعت احمدیہ کی اس عظیم کاوش کے متعلق کالم لکھے 15 اخبارات نے فوٹو کے ساتھ اس کانفرنس کی خبریں شائع کیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے بہترین نتائج ظاہر فرمائے۔

(اورنگ زیب راتھر۔ صدر کانفرنس وزونل امیر پونچھ)

مثالی وقار عمل

ممبئی : مورخہ 4 دسمبر 2011 کو ایک مثالی وقار عمل احمدیہ مسلم مسجد ممبئی میں منعقد کیا گیا جس کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ بعد نماز فجر مکرم قائد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ نے لائحہ عمل سے درس دیا۔ بعدہ حسب پروگرام ایک وقار عمل ہوا۔ مشن ہاؤس کا تمام علاقہ مسجد، لجنہ ہال، اسٹور روم، دارالضیافت ومشن ہاؤس کے اطراف کی خوب اچھی طرح سے صفائی کی گئی بعدہ ناشتہ کا انتظام تھا۔ وقار عمل کی حاضری تسلی بخش تھی۔

(مشہود احمد طاہر۔ ناظم اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ ممبئی)

بھدرک بک فیئر

مورخہ 18.11.11 کو بھدرک میں بک فیئر کے موقع پر مجلس خدام الاحمدیہ کی جانب سے ایک جماعتی بک اسٹال لگایا گیا۔ بک فیئر کی افتتاحی تقریب کے موقع پر مہمانان خصوصی محترم کلیکٹر صاحب بھدرک اور لوکل اخبار سمباد کے ایڈیٹر صاحب کو قرآن کریم اڑیہ مترجم بطور تحفہ پیش کیا گیا۔ حاضرین بک فیئر نے قرآن کریم کے اڑیہ ترجمہ کو بہت ترجیح دی۔ آخری دن محترم زونل امیر صاحب بھدرک زون اڑیسہ بک فیئر میں ہماری حوصلہ افزائی کرتے ہوئے شریک ہوئے۔ (شیخ ظہور احمد زونل قائد بھدرک زون)

خصوصی دُعا کی درخواست

خاکسار کی خوش دامنہ محترمہ حفصہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مرزا حسن احمد بیگ صاحب آف حیدرآباد گزشتہ کئی سالوں سے شوگر کی مریض ہیں۔ اب بیماری انتہائی تشویشناک حد تک بڑھ گئی ہے۔ جس کی وجہ سے اُن کے دونوں پیروں کو ڈاکٹروں نے کاٹ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے خوشدامنہ صاحبہ کی مکمل شفایابی کیلئے قارئین بدر سے دُعا کی درخواست ہے۔ اسی طرح محترمہ صاحبہ کے بچوں کے نیک مستقبل کی بھی درخواست ہے۔

(کرشن احمد کارکن ہفت روزہ بدر قادیان)

☆......عزیزم عرفان احمد رائچوری ابن مقبول احمد رائچوری کا اس سال ISI کا امتحان دیا ہے موصوف کی امتحان میں نمایاں کامیابی کیلئے قارئین بدر سے دُعا کی درخواست ہے۔ (مقبول احمد رائچوری آف ممبئی)

تربیتی کیمپ

کوئمبٹور: مورخہ 2.10.11 بروز اتوار مکرم زونل امیر صاحب نارتھ زون تامل ناڈو کی زیر صدارت ایک روزہ تربیتی کیمپ منعقد کیا گیا جس میں سیکرٹری اصلاح وارشاد۔ سیکرٹری دعوت وتبلیغ وسیکرٹری امور عامہ و خارجہ اور قائد مجلس خدام الاحمدیہ نے تربیتی موضوعات پر تقاریر کیں۔ مورخہ 9.10.11 اور 23.10.11 کو ایک تربیتی اجلاس منعقد کیا گیا اس اجلاس میں مقامی معلم اور دیگر علماء کرام نے تقاریر کیں۔ صدارتی خطاس اور دُعا کے ساتھ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ (صدر جماعت احمدیہ کوئمبٹور)

بنگلور: مورخہ 16.10.11 مسجد ولسن گارڈن بنگلور میں ایک تربیتی جلسہ بعنوان ’’عصر حاضر میں نماز باجماعت کی اہمیت‘‘ منعقد کیا گیا۔ جلسہ کی صدارت محترم محمد شفیع اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ بنگلور ساؤتھ کرناٹک نے کی۔ قرآن کریم کی تلاوت کے بعد جلسہ کی پہلی تقریر مکرم محمد عبید اللہ قریشی صاحب نے نماز کی اہمیت کے موضوع پر کی۔ دوسری اور آخری تقریر خاکسار نے کی۔ بعد تقریر مجلس سوال و جواب کا انعقاد کیا گیا۔ آخر پر محترم صدر جلسہ نے نماز کے بارہ میں صدارتی خطاب دیا اور دُعا کے بعد جلسہ اپنے اختتام کو پہنچا۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کے بہترین نتائج ظاہر فرمائے۔ (محمد کلیم خان۔ مبلغ سلسلہ)

ترپور: مورخہ 10.11.11 کو جماعت احمدیہ ترپور میں یک روزہ تربیتی کیمپ منعقد کیا گیا جن کی کاروائی کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ صبح گیارہ بجے محترم ایم بشارت احمد صاحب زونل امیر کی زیر صدارت اجلاس کی کاروائی کا آغاز ہوا۔ تلاوت، نظم اور حضرت مسیح موعودؑ کے اقتباس کے بعد مکرم ایم عبد الرحیم صاحب اور مکرم امیر الدین صاحب نے تقاریر کیں، جلسہ میں حاضرین کی تعداد 100 سے زائد تھی۔ صدارتی خطاب اور دُعا کے بعد جلسہ کی کاروائی اختتام پذیر ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کے بہتر نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین۔ (ایم عبد الکریم، ترپور)

سورو: مورخہ 30.10.11 کو احمدیہ مسجد سورو میں مکرم صدر صاحب جماعت احمدیہ سورو کی زیر صدارت ایک تربیتی اجلاس منعقد کیا گیا جس میں تربیتی موضوعات پر علماء کرام نے تقاریر کیں آخر پر صدر اجلاس کے خطاب اور دُعا کے بعد یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہماری ان حقیر مساعی کو قبول فرمائے۔ آمین۔

(شیخ ناصر الدین معلم سلسلہ)

گولگیرہ: 16 ستمبر 2011 کو مکرم وسیم احمد صدیقی صاحب کی گولگیرہ آمد پر معلمین کرام کے ساتھ ایک ریفریشر کورس منعقد کیا گیا جس میں معلمین کو اہم امور کی طرف توجہ دلائی گئی۔

(اسد سلطان غوری۔ امیر جماعت احمدیہ شمالی کرناٹک)

تربیتی جلسہ واعزاز محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ جرمنی

حیدرآباد: 23 اکتوبر مسجد الحمد مومن منزل سعید آباد میں محترم عبد اللہ واگس صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی کی ہندوستان آمد پر جماعت احمدیہ حیدرآباد نے ایک استقبالیہ تقریب منعقد کی۔ جس میں 250 احباب و خواتین اور بچوں نے شرکت کی۔ مکرم نوید الفتح صاحب مبلغ سلسلہ فلک نما حیدرآباد نے تلاوت اور ترجمہ پیش کیا۔ اس کے بعد محترم عبد اللہ واگس صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی نے خطاب کیا۔ آپ نے اپنے خطاب میں جماعت کی تمام تنظیموں انصار اللہ، خدام واطفال وغیرہ کو اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے نوجوانوں کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ نوجوانوں کو چاہیئے کہ دُنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ جماعتی تعلیمات پر بھی عبور حاصل کریں اور اسقدر ٹرینڈ ہو جائیں کہ جماعت احمدیہ کی تعلیم کو صحیح رنگ میں لوگوں کے سامنے رکھ سکیں کیونکہ غلبہ اسلام اب جماعت احمدیہ کی جانب سے ہی ہونا ہے۔ آپ نے حصول تعلیم کی طرف توجہ دلائی۔ آخر پر محترم صوبائی امیر صاحب نے خطاب فرمایا اور محترم عبد اللہ واگس صاحب اور احباب جماعت کا شکریہ ادا کیا۔ دعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (غلام نعیم الدین سیکرٹری اصلاح وارشاد حیدرآباد)

اجتماع وقف نو

صوبہ کیرلہ کے ایرنا کولم زون میں مورخہ 19.11.11 کو منعقدہ زونل اجتماع برائے واقفین وواقفات نو کا افتتاح محترم مولانا محمد انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ قادیان وچیئرمین وقف نو بھارت نے فرمایا۔ جس کی خبر کیرلہ کی کثیر الاشاعت اخبار ملیالا منورمہ اور انگریزی اخبار انڈین ایکسپریس میں مع تصاویر چھپی اجتماع کی صدارت محترم زونل امیر صاحب نے کی۔ تلاوت حافظ باسط علی صاحب نے کی۔ مولوی ایم ناصر احمد۔ مولوی سلطان نصیر صاحب اورٹی کے ابوبکر صاحب سیکرٹری وقف نو نے وقف کی اہمیت کے مختلف پہلوؤں پر تقریر کی۔ محترم ناظر اعلیٰ صاحب نے اپنے خطاب میں وقف نو کی بابرکت تحریک کی اہمیت کا ذکر فرمایا اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ارشاد کی روشنی میں واقف نو کے والدین کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ صدارتی خطاب میں محترم زونل امیر صاحب نے فرمایا کہ واقفین نو اور واقفات نو طلباء وطالبات کو پہلے سے بڑھ کر اپنے اندر خاکساری اور نرمی اور فرمانبرداری کا مادہ لانا چاہئے۔ (شیراز احمد۔ انچارج وقف نو بھارت)

اخبار ’’ہفت روزہ بدر‘‘ کی ملکیت اور دیگر تفصیلات کا بیان
بموجب پریس رجسٹریشن ایکٹ فارم نمبر ۴ قاعدہ نمبر ۸

رجسٹریشن نمبر RN 61/57

۱۔مقام اشاعت	:	قادیان
۲۔وقفہ اشاعت	:	ہفت روزہ
۳۔پرنٹر و پبلشر	:	منیر احمد حافظ آبادی، ایم اے
۴۔قومیت	:	ہندوستانی
پتہ	:	محلّہ احمدیہ قادیان۔ضلع گورداسپور۔صوبہ پنجاب (انڈیا)
۵۔ایڈیٹر کا نام	:	منیر احمد خادم
قومیت	:	ہندوستانی
پتہ	:	محلّہ احمدیہ قادیان۔ضلع گورداسپور۔صوبہ پنجاب (انڈیا)

میں منیر احمد حافظ آبادی، ایم اے اعلان کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا تفصیلات جہاں تک میری اطلاعات کا تعلق ہے درست ہیں۔ **منیر احمد حافظ آبادی، ایم اے**

بقیہ: ادارہ از صفحہ 2

اسلامی تعلیم میں عدل کا تصور بہت اعلیٰ مقام رکھتا ہے اور اس کی کوئی جہت ایسی نہیں جس پر اسلامی تعلیم میں ہدایت موجود نہ ہو مثلاً عدلیہ کو یہ اجازت نہیں کہ وہ کسی قسم کا جانب دارانہ سلوک کرے نہ اس کی اجازت ہے کہ قومی یا نسلی تعصّبات انصاف کے راستہ میں روک بنیں یا بڑے اور چھوٹے کا فرق بڑوں کی طرف جھکاؤ کا موجب بنے۔

پس اپنا ووٹ ڈالتے وقت اس امر کو مدنظر رکھیں کہ جسے آپ ووٹ ڈال رہے ہیں اُس کے نزدیک افسر اور ماتحت، جتھہ والا اور بغیر جتھہ کے طاقتور اور کمزور بے اختیار اور بااختیار عدل کے پیمانہ میں ایک ہی صف میں کھڑے ہونے چاہئیں۔ وہ قانون کا اطلاق سب پر یکساں کرے۔ اُس کے نزدیک اگر کوئی امیر ظالم اور غریب مظلوم ہے تو امیر کا اثر ورسوخ یا اُس کا خوف بے انصافی کا موجب نہیں ہونا چاہیئے۔

ووٹ ڈالنا ہر عاقل بالغ ہندوستانی کا فرض ہے پس اپنے ووٹ کو ضرور استعمال کریں۔ لیکن قرآن مجید کی اس اصولی ہدایت کو ضرور یاد رکھیں کہ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا۔ وَاِذَا حَکَمْتُم بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰہَ نِعِمَّا یَعِظُکُمْ بِہٖ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ سَمِیْعًا بَصِیْرًا۔ (النساء 59)

ترجمہ: یقیناً اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے حقداروں کے سپرد کیا کرو اور جب تم لوگوں کے درمیان حکومت کرو تو انصاف کے ساتھ حکومت کرو۔ یقیناً بہت ہی عمدہ ہے جو اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے۔ یقیناً اللہ بہت سننے والا (اور) گہری نظر رکھنے والا ہے۔

اس آیت میں نظام حکومت چلانے والے تین اداروں یعنی قانون بنانے والے (ووٹ ڈالنے والے۔ اُمیدواروں کو چننے والے) نظم ونسق چلانے والے (لیڈران عوامی منتخب نمائندے) اور قانون پر عمل کروانے والے کے متعلق ہدایات ہیں۔

اوّل: عوام ایسے نمائندگان کا انتخاب کریں جو دیانت دار عدل واحسان کرنے والے اہل الرائے اور سمجھ بوجھ رکھنے والے ہوں۔

دوئم: نظم ونسق چلانے کے فرائض ایسے لوگوں کے سپرد کئے جائیں جو ہر قسم کے تعصّبات سے پاک اور بغیر اعانت یا جنبہ داری اپنے فرائض ادا کرنے کے اہل ہوں۔ اپنے عہدے سنبھالنے کے بعد وہ ہر قسم کی پارٹی بازی اور گروہ بندی سے بالا ہونے چاہئیں۔

سوئم: عدلیہ کو یہ حکم ہے کہ وہ ہمیشہ عدل وانصاف کو مدنظر رکھے ملک کا بڑے سے بڑا افسر بھی قانون سے بالا نہیں ہونا چاہئے۔ پس اپنا قیمتی ووٹ ڈالیں اور ضرور ڈالیں لیکن یہ امانت اُس کے سپرد کریں جو امانت کا حق ادا کرنے والے ہوں جو اعلیٰ اقدار کے مالک ہوں عدل واحسان کرنے والے ہوں جن کے نزدیک انصاف ہر رشتہ اور اقتدار سے بڑھ کر ہو۔ اللہ کرے کہ اس بار الیکشن میں ہمیں بہترین نمائندے حاصل ہوں جو ملک وقوم کی فلاح وبہبود پہلے سے بڑھ کر کریں۔ (شیخ مجاہد احمد شاستری)

مضامین، رپورٹیں اور اخبار بدر سے متعلق اپنی قیمتی آراء اس ای میل پر بھجوائیں

badrqadian@rediffmail.com

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. : (0091)1872-224757
(Mob.): " 9876376441
(Mob.): " 9915379255
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OFTHE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 61 Thursday 2 Feb 2012 Issue No.5

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 350/-
By Air : 40 Pounds or 60 U.S. $
: 45 Euro
:65 Canadian Dollar

مشہور ادیب اور کامیاب داعی الی اللہ مکرم راحیل بخاری صاحب کا ذکر خیر

آپ پیدائشی احمدی نہ تھے لیکن صحیح معنوں میں احمدیت کے سفیر تھے۔ آپ نے کئی کتب کا ترجمہ کیا جس میں قرآن مجید کا رشین ترجمہ سب سے اہم ہے۔ آپ نہایت عاجز اور منکسر المزاج انسان تھے۔ خلافت سے بے انتہاء عشق و محبت تھی۔

آپ کی وفات پر بی بی سی نے لکھا کہ آپ پورے روس کے مصنف تھے

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آنحضرتؐ کی ایک حدیث میں آتا ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ اپنے وفات پاجانے والوں کی خوبیوں کا ذکر کرو اور ان کی برائیاں بیان نہ کرو۔ حضور انور نے فرمایا ہر انسان میں اچھائیاں بھی ہوتی ہیں اور کمزوریاں بھی لیکن چونکہ وفات کے بعد انسان کا تعلق اس دنیا سے کٹ جاتا ہے اس لئے اس کی کمزوریوں کا ذکر مناسب نہیں ہاں اس کی خوبیوں کا ذکر کرو اس لئے کہ اس کے لئے دُعا کا ماحول پیدا ہو۔ حضور انور نے فرمایا جیسا کہ میں نے کہا ہر انسان میں اچھائیاں اور برائیاں پائی جاتی ہیں لیکن بعض انسان ایسے ہوتے ہیں جن کی خوبیاں اور نیکیاں ایسی چمک رہی ہوتی ہیں کہ بشری کمزوریوں کو نظروں سے اوجھل کر دیتی ہیں اور بڑے خوش قسمت ہوتے ہیں ایسے لوگ جن کی نیکیاں خوبیاں ہر جاننے والے کی زبان پر ہوتی ہیں اور ایک حدیث کے مطابق جب ایسی صورت ہو تو ایسے شخص پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا آج میں ایسے شخص کا ذکر کروں گا جن کی خوبیوں کے بارے میں ہر شخص رطب اللسان ہے۔ ایک ایسا شخص جو پاکستان اور ہندوستان کا احمدی نہ ہونہ ہی عرصہ دراز تک خلفائے کرام کے زیر اثر رہا ہو۔ میری مراد مکرم راحیل بخاری صاحب سے ہے جو رشین تھے۔ آپ کی وفات 24 جنوری کو ہوئی۔ آپ حضرت مسیح موعودؑ پر روس میں ایمان لانے والے ابتدائی مٹھی بھر ذروں میں سے ایک ذرہ تھے لیکن اپنے علم و عرفان اخلاص و وفا خلافت سے بے انتہا تعلق، عاجزی اور حضرت مسیح موعودؑ کے پیغام کو روس میں پہنچانے کیلئے ایک روشن ستارہ تھے اور انشاء اللہ جب حضرت مسیح موعودؑ کے الہام کے مطابق احمدیت روس میں ریت کے ذروں کی مانند پھیلے گی اس وقت بھی راحیل صاحب کا ذکر کیا جائے گا۔ راحیل صاحب نے اس وقت بھی جماعتی خدمات کیں جب آپ احمدی نہ تھے۔ بی بی سی میں ملازمت کرتے تھے۔ بعد فراغت اپنے آپ کو مکمل وقف کر دیا۔ رات دن ایک تڑپ تھی کہ میں کوئی بھی لمحہ احمدیت کی خدمت کے بغیر نہ گزاروں۔ وفات والے دن بھی اس خدمت کے جذبہ کے تحت کام کر رہے تھے اور ایم ٹی اے کی میٹنگ کیلئے تیاری کر رہے تھے۔ انہیں سخت ہارٹ اٹیک ہوا۔ جو جان لیوا ثابت ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وفات کے وقت 61 سال عمر تھی۔

جماعت سے راحیل صاحب کا تعارف 1990 کے شروع میں ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے ملاقاتوں کے نتیجہ میں احمدیت میں داخل ہوئے۔ آپ خود بیان کرتے ہیں کہ اگرچہ میں پیدائشی مسلمان ہوں لیکن دہریہ معاشرے کے باعث 1989ء تک اسلام کے بارے میں علم نہ تھا تاتاری زبان پر پابندی تھی۔ جبکہ تاتاری ثقافت پر اسلام کا شروع سے اثر رہا ہے۔ اس لئے دہریت کا زور جو والدین کے وقت میں تھا میری پرورش کے وقت کم تھا۔ میں ایک نوجوان طالب علم تھا۔ معاشرہ کے مطابق جو بات میرے ذہن میں آتی کرتا تھا۔ 1989 میں حالات بہتر ہوئے مذہب کے بارے میں ہر قسم کی آزادی ملی میں سچے مذہب کی تلاش میں تھا۔ عقلی طور پر میں اسلام کا پابند تھا۔ لیکن میری روح خالی تھی۔ لندن میں چند افراد سے میری ملاقات ہوئی۔ احمدیہ جماعت کی تعلیم کو پڑھ کر مجھے تعلیم، عقل، علم و عرفان حاصل ہوا۔

حضور انور نے فرمایا آپ پیدائشی احمدی نہ تھے لیکن صحیح معنوں میں احمدیت کے سفیر تھے۔ جہاں ان کو خدشہ ہوتا کہ جماعت کے نام سے ری ایکشن ہوگا وہاں حکمت سے جماعت کی تعلیم پہنچاتے۔ ہمیشہ اس بات کا خیال رکھتے کہ کس محفل میں کس طرح کی کتب دینا مناسب ہے۔ آپ کے حلقہ احباب میں ادیب، ڈاکٹر، شاعر، نوجوان وغیرہ احباب شامل تھے۔ راحیل صاحب خود مشہور شاعر اور کامیاب داعی الیٰ اللہ تھے۔ جب آپ ماسکو جاتے تو اکثر علمی ادبی محفلوں میں حصہ لیتے اور جماعت کا ذکر کیا کرتے تھے۔ اپنے ساتھیوں کو پہلے ہی بتا دیتے کہ فلاں کتب فلاں جگہ اتنی تعداد میں لیکر آئیں۔ جب سے یہاں لندن میں رشین ڈیسک کا قیام ہوا راحیل صاحب انتہائی اخلاص سے کام کرتے تھے کبھی کوئی کام ادھورا نہ چھوڑا۔ کام کے دوران صرف کام پر دھیان دیتے۔ خطبہ جمعہ کی رشین ڈبنگ وہ کراتے تھے چنانچہ اپنے ساتھیوں سے ہفتہ کے دن پوچھتے کہ کب تک ترجمہ مکمل کرلو گے۔ جب تک خطبہ کی ڈبنگ مکمل نہ کر لیتے بے چین و بے قرار رہتے۔ جلسہ سالانہ کے وقت ان کی قوت عمل جوش و جذبہ خاص طور پر دیکھنے والا ہوتا۔ خطبات کے علاوہ مقررین کی تقاریر کا رشین ترجمہ کیا کرتے تھے۔ رشیا سے آنے والوں کو جماعت کی ترقیات کے متعلق بتاتے۔ جلسہ سالانہ کی برکات اور اہمیت کے حوالے سے کسی نہ کسی طرح اپنے ساتھیوں کو بتاتے کہ سالہا سال کی تبلیغ سے بہتر کسی کو جلسہ سالانہ پر لانا اور خلیفہ وقت سے ملاقات کرانا مفید ثابت ہوتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آپ نے کئی کتب کا ترجمہ کیا جس میں قرآن مجید کا رشین ترجمہ سب سے اہم ہے۔ تقریباً ۳ ماہ کی کڑی محنت سے رشین قرآن مجید کے ترجمہ کی تصحیح کی۔ آپ کی کاوش کے نتیجہ میں اس قرآن کریم کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے کتاب دعوۃ الامیر، مذہب کے نام پر خون، اسلام اور عصر حاضر کے مسائل وغیرہ کتب کا ترجمہ کیا۔ نیز اسلامی اصول کی فلاسفی، دیباچہ تفسیر القرآن، اسلام کا اقتصادی نظام، ہماری تعلیم وغیرہ کتب کے ترجمہ کی تصحیح کی۔ آپ کو مختلف اعزازات حاصل ہوئے۔ جن میں تاتارستان کا سب سے بڑا اعزاز شامل ہے۔ اسی طرح 2006 میں ایک اور اہم اعزاز ملا۔ آپ بی بی سی رشین سروس میں کام کرتے تھے آپ کے ساتھیوں نے آپ کو خراج تحسین پیش کیا۔ بی بی سی اور مختلف ویب سائٹس نے آپ کی وفات پر خراج تحسین پیش کیا۔ بی بی سی نے لکھا کہ آپ پورے روس کے مصنف تھے نہ کہ تاتارستان کے

حضور انور نے فرمایا کہ راحیل صاحب کی کئی خصوصیات انہیں دوسروں سے ممتاز کرتی ہیں۔ آپ نہایت عاجز اور منکسر المزاج انسان تھے۔ خلافت سے بے انتہاء عشق و محبت تھی۔

خلیفہ وقت سے ایک مضبوط روحانی رشتہ تھا۔ آپ کو ہمیشہ اس بات کی فکر رہتی تھی کہ جلد از جلد احمدیت کی تبلیغ روس میں پھیل جائے۔ ہمیشہ کام کو جلد از جلد ختم کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ کام کے دوران کھانے کے وقت کھانا جلدی جلدی کھاتے تاکہ دوبارہ کام شروع کیا جائے۔ آپ انتہائی مخلص اور قول کے پکے انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ اور آپ جیسے بے شمار سلطان نصیر عطا فرمائے۔ آمین

حضور انور نے خطبہ جمعہ میں مکرم صاحبزادہ داؤد احمد صاحب شہید کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا۔ آپ حضرت صاحبزادہ سید عبد اللطیف صاحب شہید کے پڑنواسے تھے۔ آپ کی والدہ صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب کی پوتی تھیں۔ آپ کی پیدائش 1955 میں ہوئی۔ انتہائی نیک اور تہجد گزار تھے۔ اپنی نیکی کے سبب ہی یہ جماعت احمدیہ سے جڑے۔

اس ضمن میں حضور انور نے فرمایا پاکستان میں احمدیوں کو وقتاً فوقتاً شہید کیا جا رہا ہے۔ کیا یہ شہادتیں ہمارے حوصلے پست کر رہی ہیں۔ احمدیوں نے الحمدللہ ہر جگہ عملاً اظہار کیا ہے کہ وہ اپنی جانیں خدا کے حضور پیش کرنے کیلئے تیار ہیں اور مردوں کے ساتھ عورتیں بھی جام شہادت نوش کر رہی ہیں۔ پس آج شہید ہونے والے صاحبزادہ داؤد احمد صاحب کی شہادت کو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

یہ اس ایمان کی پختگی اور قربانی کا تسلسل ہے جو جماعت احمدیہ 100 سال سے کرتی چلی آرہی ہے۔ جس کی ابتداء صاحبزادہ داؤد احمد صاحب کے پڑنانا حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب نے کی تھی۔ آج صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب کی روح اس بات پر خوش ہوگی کہ ان کے خون نے 100 سال کا عرصہ گزرنے پر بھی اپنے حق کو ادا کیا۔ فرمایا پاکستانی احمدیوں کے لئے خصوصی دُعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ دشمنوں کی پکڑ کے جلد سامان پیدا کرے۔

اسی طرح حضور انور نے مکرم نصیر احمد ایڈوکیٹ لاہور مرحوم اور مکرمہ رابعہ خاتون صاحبہ مرحومہ اہلیہ مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب سابق امیر بنگال و آسام کا ذکر خیر بھی فرمایا۔

نماز جمعہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم راحیل بخاری صاحب کی نماز جنازہ حاضر اور مذکورہ مرحومین کی نماز جنازہ غائب ادا کی۔

کمپوزنگ و ڈیزائننگ: کرشن احمد قادیان